مجموعۃ الفتاویٰ

عشق افتا جامعہ عبداللہ بن مسعود

مرتبہ

مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی

باہتمام

مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی



ناشر
مجلس اصحاب قلم کولکاتا

بفیض روحانی: حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ
زیر دعاے کرم: حضور جلالۃ الہدایۃ الحاج الشاہ صوفی محمد عبد الغفار نمازی تیغی دام ظلہ العالی

مجموعۃ الفتاویٰ

مشق افتا، جامعہ عبداللہ بن مسعود

تصدیق و باہتمام
مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

تصحیح و تحقیق
مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی
مفتی محمد احتشام الدین مصباحی

ترتیب
مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی

ناشر
مجلس اصحاب قلم
نوری مسجد، تلجلا روڈ، کولکاتا-۴۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : مجموعۃ الفتاویٰ، مشق افتا

ترتیب : مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی

تصدیق وباہتمام : مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

تحقیق وتصحیح : مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

مفتی محمد احتشام الدین مصباحی

ناشر : مجلس اصحاب قلم

پروف ریڈنگ : طلبۂ تحقیق ۲۰۲۳ء

کمپوزنگ : حافظ محمد عبدالستار تیغی مسعودی

بموقع : انوار رضا کانفرنس وجشن دستار بندی

۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/۱۱/ مارچ ۲۰۲۳ء

صفحات : ۸۸

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : ۲۰۰

For Contact:

JAMIA ABDULLAH BIN MASOOD, Gharib Nawaz Masjid,

92, West Chowbhaga, Gulshan Colony, Kolkata- 700 100

Mobile: 9433295643,7003992205 | www.jabm.in

E-mail:jamia092@gmail.com|maqalam095@gmail.com

تھدیہ وشرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

سلطان الہند عطاے رسول

سیدنا خواجہ **غریب نواز** رحمۃ اللہ تعالیٰ

اور

امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ

اور

حضور شیخ المشائخ محبوب الاولیاء

الحاج الشاہ **محمد تیغ علی سرکار سرکاہی** رحمۃ اللہ تعالیٰ

اور

جلالۃ العلم، حافظ ملت، علامہ شاہ

محمد عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

اور

حضور جلالۃ الارشاد الشاہ **محمد نمازی علی تیغی قادری** رحمۃ اللہ تعالیٰ

مرشدی حضور جلالۃ الہدایۃ الحاج الشاہ

محمد عبد الغفار نمازی تیغی دام ظلہ العالی

کی مقدس بارگاہوں میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

فقط: **محمد** حسان رضا تیغی مصباحی

ڈائریکٹر جامعہ عبد اللہ بن مسعود،

دار العلوم قادریہ ضیاے مصطفیٰ، کولکاتا

عرض حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم...اما بعد!

بحمدہ تبارک و تعالیٰ مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی ڈائریکٹر جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا اور حافظ و قاری مولانا محمد کاظم رضا مسعودی مرکزی کی تحریک پر آج سے کئی سال پہلے جامعہ عبداللہ بن مسعود، گلشن کالونی، کولکاتا میں تحقیق فی الفقہ کا شعبہ شروع کیا گیا۔ جو بڑی کامیابی کے ساتھ منزل عروج وارتقا کی طرف رواں دواں ہے۔ ابھی تک تخصص فی الفقہ کا دو سالہ کورس ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب کے مطابق مکمل کرکے ۲۵/۳۰/ مفتیان کرام نے دستار وسند حاصل کرلی ہے۔ جب کہ اس سال بھی جامعہ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی بنام ”انوار رضا کانفرنس“ میں تین مفتیوں کی دستار بندی ہونے والی ہے۔(۱) مفتی غلام رضا مصباحی (۲) مفتی محمد فیاض احمد مصباحی (۳) مفتی عبدالواحد حسین عطاری۔

ہر سال کثیر تعداد میں تخصص کے امیدوار داخلہ ٹسٹ میں حصہ لے کر کامیاب ہوتے ہیں لیکن چوں کہ ہمارے یہاں خورد و نوش اور رہائش کی فسلیٹیاں تو ہیں لیکن وظیفہ نہیں دیا جاتا، اس لیے بہت سے طلبہ داخلہ لینے کے بعد دیگر ان مدارس کا رخ کرلیتے ہیں جہاں انھیں وظیفہ دیا جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ بغیر وظیفہ کے اتنے سارے طلبہ بالخصوص الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، سے فضیلت کرنے کے بعد ہمارے یہاں افتا میں داخلہ لیتے ہیں۔ یقینا یہ ہمارے لیے بہت بڑی سعادت اور افتخار کی بات ہے۔ دعا کیجیے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے۔

ابتدائی کئی سالوں کے طلبہ اپنے مشقی دستاویز کو بعد فراغت اپنے ساتھ لے کر چلے

گئے اور معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے انھیں محفوظ بھی رکھا ہے یا نہیں۔ میں نے عزم کیا کہ کیا اچھا ہوگا کہ طلبہ کے مشق افتا کے مجموعہ کو زیور طبع سے آراستہ کر کے عوام و خواص کے فائدے کے لیے شائع کر دیا جائے تاکہ ان کی بھی حوصلہ افزائی ہو اور مسائل دینیہ سے عوام بھی واقف ہوں۔ اسی لیے ۲۰۲۱-۲۰۲۳ء کے طلبہ کے فتاویٰ کو بنام ''مجموعۃ الفتاویٰ'' مرتبہ مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی، آپ کے ہاتھوں میں حاضر کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین مطالعہ کریں گے، جس سے ان کے معلومات میں اضافہ ہوگا اور ساتھ ہی انھیں یقین ہوگا کہ واقعی جامعہ ہذا میں شعبۂ افتا کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

بہت ہی تحسین اور مبارک بادی کے مستحق ہیں قاضی شہر کولکاتا، ہوڑہ و مضافات، حضرت علامہ مفتی محمد دلدار عالم مصباحی دام ظلہ العالی، استاذ و مفتی دارالعلوم ضیاء الاسلام، ٹکیہ پاڑہ، ہوڑہ، جنھوں نے کئی سالوں تک اپنے خرچ سے جامعہ تشریف لاکر اپنی خداداد صلاحیت اور استعداد کی برکتوں سے فتویٰ نویسی کی مشق کرائی۔ ٹکیہ پاڑہ سے جامعہ آنا جانا حضرت موصوف کے لیے ایک دشوار کام تھا اس لیے حضرت علامہ مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر مفتی سدرۃ دارالافتا ملحقہ دارالعلوم سدرۃ المنتہیٰ، رائڈ اسٹریٹ، کولکاتا، و خطیب و امام حبیب المساجد، رفیع احمد قدوائی روڈ، کولکاتا، سے یہ خدمت لی جانے لگی۔ کثرت مصروفیت، امامت اور دارالافتاء کی ذمہ داری کی وجہ سے حضرت کے لیے بھی ہر دن جامعہ آنا جانا مشکل ہونے لگا تو پھر یہ خدمت حضرت علامہ مفتی محمد احتشام الدین مصباحی دام ظلہ العالی خطیب و امام مسجد اقصیٰ، توپسیا، کولکاتا سے لی جا رہی ہے۔

بلا شبہ یہ سارے مفتیان کرام بڑے مخلص اور محنتی ہیں، ان سبھوں کا ہمارے جامعہ پر احسان ہے کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت جامعہ کو عنایت فرمایا اور شعبۂ افتا کے طلبہ کو مشق افتا کرایا اور کرا رہے ہیں۔

''مجموعۃ الفتاویٰ'' کی ترتیب و تبویب کا فریضہ فرزند ارجمند عزیزی مفتی محمد حسان

رضا تیغی مصباحی سلمہ ربہ القوی نے انجام دیا جوان کا قابل تحسین پیش رفت اور اقدام ہے۔ اس رسالے کی ترتیب و تہذیب میں طلبۂ افتا نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ساتھ ہی اپنی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور سب سے اچھی اور اہم بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں بہت سہل اور اچھے پیرائے میں سوالات کے جوابات تحریر کیے ہیں اور ساتھ ہی تمام لوگوں کے جوابات حوالے سے بھرپور ہیں، الحمدللہ۔

"مجموعۃ الفتاویٰ" میں عقائد، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، وقف اور میراث سے متعلق انتخاب کر کے چند اہم اور ضروری مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ تاکہ ناظرین کا پڑھنا اور سمجھنا آسان ہو اور ان کے معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔ اساتذۂ جامعہ کا بھی ہمارے ساتھ ہمیشہ بھرپور تعاون رہا ہے اور اس رسالے کی ترتیب و اشاعت میں بھی ان کا بڑا رول ہے، رب قدیر انھیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

یہ رسالہ اس سلسلے کی پہلی اور آخری کڑی نہیں ہے بلکہ کوشش ہوگی کہ آئندہ اس سے بھی اعلیٰ پیمانے پر زیادہ سے زیادہ مسائل کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔ پس گزارش ہے کہ ناظرین پورے رسالے کا مکمل ذوق و رغبت اور گہرائی و گیرائی کے ساتھ مطالعہ کریں۔ اور ہماری خامی و کوتاہی کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ اس کو درست کر لیا جائے۔

آخر میں یہی دعا ہے کہ رب قدیر عزوجل مرتب، طلبہ، اساتذہ اور دیگر تمام معاونین و شرکاے کار کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے اور خدمات دینیہ کے تمام شعبہ جات میں بڑا سے بڑا کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

فقط العارض

محمد رحمت علی تیغی مصباحی، خادم و سربراہ جامعہ و دارالعلوم

۲۹/ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/۲۱/ فروری ۲۰۲۳ء

تقریظ جلیل

از- حضرت علامہ مفتی محمد نسیم مصباحی مدظلہ العالی
استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم... اما بعد!

جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا، کے درجۂ تحقیق کے طلبہ کے مشقی فتاویٰ کا مجموعہ بنام "مجموعۃ الفتاویٰ" کا مسودہ، ہمارے رفیق درس، محب گرامی وقار حضرت مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی صاحب نے تأثر لکھنے کے لیے بھیجا۔ یہ مجموعہ دس فقہی ابواب پر مشتمل ہے۔ مگر اس وقت الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں سالانہ امتحان کی مصروفیت کی وجہ سے پورا مجموعہ نہیں پڑھ سکا۔ چند فتاویٰ ہی پڑھ سکا، جتنا پڑھنے کا موقع ملا، وہ صحیح و درست پایا۔ فتاویٰ پڑھنے سے یہ واضح ہو گیا کہ طلبہ نے محنت اور ذمہ داری سے جوابات تحریر کیے ہیں اور اپنے جوابات، جزئیات اور کتب فتاویٰ کے حوالوں سے مبرہن بھی کیا ہے۔ اساتذہ نے بھی طلبہ کی عمدہ تربیت کی ہے۔ اس مجموعے کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ شہر کولکاتا میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا اور منفرد مفتی ساز ادارہ ہے، جہاں معیاری تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اس ادارے کے بانی حضرت مفتی محمد رحمت علی مصباحی نے شعبۂ تحقیق قائم کر کے صوبۂ بنگال اور اس کے اطراف کے طلبۂ تحقیق پر احسان کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس ادارہ کے طلبہ اور اساتذہ پر فضل خاص فرمائے۔ انھیں علم و عمل کی دولتوں سے مالامال فرمائے اور مفتی صاحب کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

محمد نسیم مصباحی
خادم افتا و تدریس جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)
۷ر شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/ ۲۸ر فروری ۲۰۲۳ء

کلمات خیر

از- حضرت علامہ مفتی محمد دلدار عالم مصباحی
قاضی شہر ادارۂ شرعیہ بنگال و صدر شعبۂ افتا دارالعلوم ضیاء الاسلام، ٹکیہ پاڑہ (ہوڑہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم... اما بعد!

جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا میں جب شعبۂ افتا کا آغاز ہوا تو اس وقت تربیت افتا کی خدمت میرے ذمہ سونپی گئی۔ میں نے ایک سال تک طلبہ کو مشق افتا کرایا۔ اکثر طلبہ ذہین، اخاذ اور باصلاحیت تھے۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب کے مطابق اس شعبہ میں کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ حضرت مفتی افضل حسین رضوی مصباحی، پرنسپل جامعہ ہذا، حضرت مفتی محمد شہباز احمد مصباحی، ناظم تعلیمات جامعہ ہذا، اور خود سربراہ ادارہ حضرت مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی صاحبان، شعبہ کے طلبہ کو رسم المفتی، شرح معانی الآثار، الاشباہ والنظائر، بدائع الصنائع وغیرہ کا درس دیتے ہیں۔

میں دارالعلوم ضیاء الاسلام، ٹکیہ پاڑہ، ہوڑہ، میں تدریس کا فریضہ انجام دیتے ہوئے، ہفتہ میں ایک دو بار شام کو جامعہ آکر مشق کرایا کرتا، لیکن ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ سے پنچپنو گرام کولکاتا، آنا جانا، میرے لیے بڑا مسئلہ تھا، اس لیے سربراہ اعلیٰ نے میری پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے، میری جگہ تربیت کی ذمہ داری، ایک قابل اور کہنہ مشق مفتی، حضرت علامہ مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی صاحب کے ذمے سونپی۔ کثرت مصروفیت کی بنیاد پر ان کے ساتھ بھی یہی دشواری پیش آئی، سربراہ اعلیٰ صاحب کی جانب سے روزانہ ادارہ میں حاضری کی گزارش تھی تاکہ طلبہ کی عمدہ طریقہ پر نگرانی ہوسکے، جب کہ مفتی موصوف امامت کے فرائض کے ساتھ سدرۃ دارالافتا کی ذمہ داری بھی سنبھال رہے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے لیے بھی وقت نکالنا بہت مشکل ہوگیا۔ لہٰذا اب یہ خدمت حضرت مفتی محمد احتشام

الدین رضوی مصباحی صاحب سے لی جا رہی ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ ملک کا بڑا شہر کولکاتا میں، ایک ایسا ادارہ قیام پذیر ہو گیا ہے، جہاں ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب تعلیم کے مطابق، اعدادیہ سے فضیلت تک تعلیم کے ساتھ شعبۂ تخصص فی الفقہ، بہت ہی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ طلبۂ تحقیق کے منتخب فتاوی کا مجموعہ بنام "مجموعۃ الفتاوی" کی اشاعت جامعہ کا ایک خوش آئند اقدام ہے۔ اس کے مسائل بڑے سہل اور حوالوں سے مزین ہیں۔ اس کا مطالعہ عوام و خواص کے لیے دینی مسائل سے روشناس ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسباب کی کمی، نیز وقت کی تنگی کے باعث اس مجموعہ میں صرف موجودہ سیشن ۲۰۲۱-۲۳ء کے طلبہ کے فتاویٰ شامل کیے گئے ہیں، اگرچہ ضرورت سالہائے گذشتہ کے طلبہ کے فتاویٰ کو بھی شامل کرنے کی متقاضی تھی۔

مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی استاذ و ڈائریکٹر جامعہ عبداللہ بن مسعود، نے اسے ترتیب دیا ہے۔ تسوید، تبییض اور تنقیح کے تمام مراحل کو طے کرنے کے بعد یہ مجموعہ آپ تک پہنچایا جا رہا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، وقف اور میراث کے متعلق ضروری مسائل اس میں شامل ہیں۔ علم دوست احباب سے گزارش ہے کہ "مجموعۃ الفتاویٰ" کا ضرور مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی دینی معلومات میں اضافہ ہو گا اور عمل کی شاہ راہ روشن ہو گی۔ خداوند قدوس جامعہ کی اس پیش کش کو اور مرتب موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول و مفید عام و خاص بنائے۔ جامعہ کی خدمات کو عام و تام اور اس کے ہر شعبہ کو اوج ثریا تک پہنچائے۔

محمد دلدار عالم مصباحی

سابق گیسٹ استاذ جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا

۶/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ واستاذ و مفتی دارالعلوم ضیاء الاسلام، ہوڑہ

۲۸/ فروری ۲۰۲۳ء وقاضی شہر ادارہ شرعیہ بنگال

کلمات تحسین

از- حضرت علامہ مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی صدر مفتی سدرہ دار الافتا
وصدر المدرسین دار العلوم سدرۃ المنتہیٰ، کولکاتا، وخطیب وامام حبیب المساجد، کولکاتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم...اما بعد!

"مجموعۃ الفتاویٰ" جامعہ عبداللہ بن مسعود، کے طلبۂ تحقیق فی الفقہ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جو انھوں نے مشق فتویٰ نویسی کے طور پر، اساتذۂ کرام کے ذریعے دیے گئے سوالات کے جواب میں لکھا ہے اور اساتذۂ کرام نے ان کی اصلاح کرکے انھیں فتویٰ لکھنے کی عملی تربیت فرمائی ہے۔ فقیہ فقید المثال، حضور اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: ردّ وہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کی طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں طبیب حاذق کے مَطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک طبیب حاذق کی مطب میں سات برس بیٹھا۔ (الملفوظ حصہ اول، ص:۱۴۲)

اس میں جن کے فتاویٰ ہیں وہ سب ابھی سیکھنے کے مرحلے میں ہیں، اگر ان علما کی فقہ وفتاویٰ میں محنت، جزئیات وفروعیات کا مطالعہ اور قواعد فقہیہ پر نظر کے ساتھ، اپنے بڑوں سے کسب واخذ کا سلسلہ جاری رہا تو ان شاءاللہ آنے والے دنوں میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گی۔ قابل مبارکباد ہیں حضرت مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ ہذا، جنھوں نے جامعہ میں شعبۂ تحقیق فی الفقہ قائم کرکے، فقہ وفتاویٰ سے ذوق وشوق رکھنے والے فارغین علما کے لیے آسانی پیدا فرمائی۔ اللہ رب العالمین جامعہ کو اور تمام مدارس اہل سنت کو خوب ترقی عطا فرمائے اور فارغین علما کو حتی الوسع دین متین کی خدمت کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

محمد عابد رضا مصباحی

سدرہ دار الافتا وصدر المدرسین دار العلوم سدرۃ المنتہیٰ، کولکاتا [۲۳/ مارچ ۲۰۲۳ء]

تاثر گرامی

از- حضرت علامہ مفتی محمد احتشام الدین مصباحی، استاذ و مفتی جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم...اما بعد!

اسلامی مدارس میں جن علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، ان میں علم فقہ کا مقام نہایت اہم اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ ساتھ ہی بدلتے حالات اور زمانے کے تقاضے کو مدنظر رکھ کر فتویٰ دینا بہت ہی پیچیدہ کام ہے۔ جن کے لیے خاص تربیت کی ضرورت ہے۔ اسی خیال سے آج سے چند سال قبل جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا میں اس شعبہ کا قیام عمل میں آیا۔ تعلیمی و تربیتی معیار میں عمدہ ہونے کی وجہ سے جلد ہی علما اس ادارے کی جانب رخ کرنے لگے۔ امسال جامعہ سے ۳/ علما، افتا کی تربیت لے کر قوم کی خدمت کے لیے جارہے ہیں، جن میں دو جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فارغ التحصیل اور ایک جامعۃ المدینۃ، دعوت اسلامی، کے فارغ ہیں۔

شہر نشاط کولکاتا میں شیخ الجامعہ حضرت مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی مدظلہ العالی نے اپنے تعمیری مزاج اور حکمت و تدبیر کی بدولت عمارت کے ساتھ ساتھ تعلیمی معیار کو قائم فرمایا، جس کا ثمرہ ہے کہ مختصر مدت میں یہ ادارہ اس مقام پر نظر آرہا ہے۔ راقم الحروف موجودہ دور کے عبقری فقیہ، محقق مسائل جدیدہ، استاذ مکرم حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی دام ظلہ العالی سے جس طرح فیض حاصل کیا ہے، اس کی روشنی میں طلبہ کو تحقیقی مزاج رکھنے، فقہ کی گہرائی کو سمجھنے اور نت نئے مسائل کو زمانے کے حالات اور تقاضہ کے مدنظر حل کرنے کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ طلبہ تحقیق کے لکھے ہوئے فتاویٰ کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مطالعہ کے بعد آپ ان کی فقہی مہارت اور فتویٰ نویسی میں ان کی گہرائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ شیخ الجامعہ صاحب قبلہ کی محنت اللہ کریم قبول فرمائے۔ اور ادارے کی علمی رونق کو آباد رکھے۔

محمد احتشام الدین مصباحی
استاذ و مفتی جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا
وخطیب و امام مسجد اقصیٰ، توپسیا، کولکاتا

[۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ]

١ کتاب العقائد

---

(١) اللہ تعالیٰ کو گاڈ اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اللہ عزوجل کو گاڈ، ایشور، رام، اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟ زید اللہ عزوجل کو ان ناموں سے پکارتا ہے زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: اللہ جل شانہ کو گاڈ اور ایشور کہہ سکتے ہیں کیوں کہ گاڈ انگریزی لفظ ہے اور اس کے معنی محافظ کے ہیں اور ایشور کے معنی معبود برحق ہے۔ لہذا ان دونوں لفظوں کے معانی کے لحاظ سے اللہ عزوجل کو گاڈ اور ایشور کہنا جائز ہے اس لیے کہ ان لفظوں میں کوئی معنی محال نہیں کیوں کہ اللہ تعالی معبود برحق بھی ہے اور محافظ بھی۔ لیکن ایشور کہنا یہ ہندوؤں کا عرف ہے اور گاڈ کہنا انگریزوں کا۔ تو اب اگر زید اللہ تعالی کو کسی اجنبی کے سامنے گاڈ اور ایشور بولے گا تو ممکن ہے کہ سامنے والا زید کو ہندو یا نصاری گمان کرے اس لیے گاڈ اور ایشور کہنے سے احتراز ضروری ہے تاکہ ہندو اور نصاری سے مشابہت نہ ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ہر زبان ہندی میں معبود برحق کے اسما سے ہے جیسے ایشور اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:٦، ص:٢٦٠، کتاب العقائد)

فتاوی شارح بخاری میں ہے: گاڈ انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنی محافظ کے ہیں ان کے عرف میں خدا کو بھی گاڈ کہتے ہیں اس لحاظ سے اللہ عزوجل کو گاڈ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی شارح بخاری، ج:١، ص:١٧٣، کتاب العقائد)

اور رام کا معنی ہے رما ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا، فتاوی رضویہ میں ہے: رام ہر چیز پر رما ہونے اور سرایت و حلول پر دلیل ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:٦، ص:٢٦٠، کتاب العقائد)

اور بھگوان یہ سنسکرت کے دو لفظوں سے مل کر بنا ہے "بھگ" اور "وان"۔ وان کا معنی "والا" ہے اور چترویدی سنسکرت ہندی ڈکشنری کے اعتبار سے ہندی میں لفظ "بھگ" کے چند معانی ہیں۔

सूर्य, वीर्य, धर्म, इच्छा, महात्म्य, वैराग्य, योनी, लक्ष्मी, क्रांति, सौभाग्य اور ریختہ ڈکشنری کے اعتبار سے اردو میں بھی لفظ "بھگ" کے چند معانی ہیں۔ خدائی طاقت، قوت ایزدی، قدرت کلی، شہوت، اختلاط، بوس وکنار، سورج، دیوتا، ستر عورت، شرمگاہ، فرج۔ اب دونوں ڈکشنری کے معانی کے اعتبار سے ظاہر ہے کہ چند اچھے معانی کے ساتھ ساتھ ان کے بعض معانی نہایت قبیح ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے لیے عیب اور اس بات کو مستلزم ہیں کہ وہ خدا نہ ہو۔ لہذا اب اگر زید بھگوان اور رام کے قبیح معانی کو جانتے ہوئے اللہ عزوجل کو ان ناموں سے پکارتا ہے تو بلا شبہ وہ کافر و مرتد ہے زید پر فرض ہے کہ فورا اس گناہ سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر شادی شدہ ہے تو پھر سے نکاح بھی کرے۔

ہاں !اگر زید رام اور بھگوان کے ان قبیح معانی کو نہ جانتا ہو صرف اتنا جانتا ہو کہ ہندوؤں کے عرف میں اللہ تعالی کو بھگوان اور رام کہا جاتا ہے اس لیے کہہ دیا تو زید کافر تو نہ ہوگا مگر اس صورت میں بھی توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم و ضروری ہوگا۔

فتاوی شارح بخاری میں ہے : بھگوان اور رام کے جو حقیقی معنی ہیں ان پر مطلع ہوتے ہوئے جو شخص اللہ عزوجل کو بھگوان یا رام کہے وہ بلا شبہ کافر و مرتد ہے، اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فورا اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو پھر سے تجدید نکاح کرے۔

سنسکرت میں بھگ عورت کی شرمگاہ کو کہتے ہیں اور وان کا معنی والا۔ رام کے معنی

رما ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا ہے یہ دونوں معنی اللہ عزوجل کے لیے عیب اور اس کو مستلزم ہیں کہ وہ خدا نہ ہو اس لیے دونوں الفاظ کا اطلاق اللہ عزوجل پر کفر ہے رہ گئے وہ لوگ جو اس کے حقیقی معنی نہیں جانتے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں اللہ عزوجل کو بھگوان یا رام کہا جاتا ہے۔انھوں نے اگر اللہ عزوجل کو بھگوان یا رام کہا تو ان کا حکم اتنا سخت نہیں پھر بھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔(فتاوی شارح بخاری،ج:۱،ص:۲،۱۷۱،۱۷۲،کتاب العقائد)واللہ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی، متعلم جامعہ

[۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ ۳۰/ دسمبر ۲۰۲۲ء]

الجواب صحیح: احتشام الدین مصباحی استاذ شعبہ افتا جامعہ ہذا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو پیر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا اللہ عزوجل کو پیر کہا جاسکتا ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: اللہ عزوجل کے لیے لفظ پیر استعمال کرنا منع ہے کہ اس کے بعض معانی اچھے اور بعض معانی ایسے ہیں کہ ذات باری تعالی پر ان کا اطلاق نہایت قبیح ہے کیوں کہ اللہ عزوجل کی شان میں ایسا لفظ ہی استعمال کرنا درست ہے جو شرع سے ثابت ہو یا اس لفظ پر اجماع ہو۔اور اگر ایسا نہ ہو یا اس کے بعض معانی اچھے اور بعض معانی برے ہوں تو اس لفظ کو شان الوہیت کے لیے استعمال کرنا منع ہے جس طرح لفظ میاں کا اطلاق ذات باری تعالی پر درست نہیں ہے اسی طرح لفظ پیر کا استعمال بھی ذات باری تعالی پر درست نہیں ہے۔اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ.(پ:۹،الاعراف: ۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انھیں

چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں۔

اسی آیت کے تحت تفسیر کبیر میں ہے:

وھذا یدل علی ان اسماء اللہ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ ومما یوکد ھذا انہ یجوز ان یقال یا جواد ولا یجوز ان یقال یا سخی ولا ان یقال یا عاقل یا طبیب یا فقیہ. (تفسیر کبیر، ج:۱۵، ص:۷۴)

تفسیر نعیمی میں ہے: قوی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نام توقیفی ہیں یعنی اس کو صرف ان ہی ناموں سے یاد کیا جاوے جو قرآن مجید یا حدیث شریف میں مذکور ہیں جن پر امت رسول کا اجماع ہو... جس لفظ کے معنی اعلی بھی ہوں ادنی بھی ہوں وہ اللہ عزوجل کے لیے نہ بولو... حتی کہ اعلی حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ میاں نہ کہو کہ لفظ میاں عورت کے شوہر کو بھی کہا جاتا ہے، ملخصًا۔ (تفسیر نعیمی، ج:۵، ص:۳۵۷)

شرح عقائد میں ہے: فان قیل: فکیف یصح اطلاق الموجود والواجب والقدیم ونحو ذالک مما لم یرد الشرع. قلنا: بالاجماع و ھو من ادلۃ الشرع. (ص:۵۸)

ملفوظات اعلی حضرت میں ہے: زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے۔ تو جب لفظ دو خبیث معنوں میں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا، اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری تعالی پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولی، اللہ تعالی بیشک مولی ہے، دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔ (ص:۱۷۴)

فیروز اللغات میں لفظ پیر کے معنی ہیں: (۱) عمر رسیدہ، معمر، بوڑھا (۲) ہادی، رہنما، مرشد (۳) ولی، بزرگ (۴) شریروں کا استاد (۵) دوشنبہ، سوموار۔ (ص:۳۲۷) چوں کہ بعض معنیٰ وہ ہیں جن کا اطلاق خدائے پاک پر درست ہے اور بعض معنی وہ ہیں جن کا

اطلاق خدائے پاک پر درست نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کو پیر نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین، متعلم جامعہ

الجواب صحیح: احتشام الدین مصباحی [۲۳/ دسمبر ۲۰۲۲ء]

(۳) مندر اور پوجا میں چندہ دینے کا حکم

مسئلہ: زید نے اپنے گاؤں کے پردھان کو خوش کرنے کے لیے مندر کی تعمیر اور درگا پوجا میں چندہ دیا زید کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: ہندوؤں کے مذہبی امور عموماً شرکیہ و کفریہ ہوتے ہیں لہذا ان کے کسی مذہبی امور میں چندہ وغیرہ سے امداد کرنا جائز نہیں، اور مندر بت رکھنے کی جگہ ہے جہاں بت پرستی ہوگی، چنانچہ مندر میں چندہ دینے کا مطلب شرک و کفر کی مدد کرنا ہے جو قطعاً حرام ہے بلکہ منجر الی الکفر مگر چوں کہ زید نے بوجہ مجبوری پردھان کو خوش کرنے کی نیت سے چندہ دیا ہے اعانت علی الشرک کی نیت سے نہیں دیا اس لیے زید کفر سے بچ جائے گا مگر گناہ گار ضرور ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۠ (المائدہ: ۲)

فتاوی شارح بخاری میں ہے: مندر میں چندہ دینا حرام قطعی و گناہ عظیم ہے۔ بلکہ منجر الی الکفر ہے ... مندر بت کدہ ہے اس میں پوجا ہوگی۔ مندر میں چندہ دینے کا مطلب اعانت علی الشرک ہے مگر چوں کہ یہ تھوڑی سی مجبوری سے ہے کہ انسپکٹر کو خوش رکھنے کی نیت سے دیتے ہیں اعانت علی الشرک کی نیت سے نہیں دیتے اس لیے کفر سے بچ جائیں گے، مگر گناہ ضرور ہے ... درگا پوجا یا ہندوؤں کے یگیہ میں نقد یا جنس دینا حرام سخت حرام بلکہ منجر الی الکفر ہے دینے والے پر توبہ فرض ہے۔ اھ ملخصا۔ (ج:۲، ص:۵۷۵، باب الفاظ الکفر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی، متعلم جامعہ

الجواب صحیح: احتشام الدین مصباحی [۲۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ/ دسمبر ۲۰۲۲ء]

۲ کتاب الطہارۃ

---

(۴)طہارت کا معنیٰ و مفہوم

مسئلہ: طہارت کا لغوی اور شرعی معنیٰ و مفہوم کیا ہے اور نماز کے لیے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: طہارت کا لغوی معنیٰ پاکیزگی، صفائی اور ستھرائی ہے۔ اور شرعی معنیٰ نجاست حکمی اور حقیقی سے پاکی حاصل کرنا ہے۔ در مختار میں ہے: والطھارۃ مصدر طھر بالفتح و یضم بمعنی النظافۃ لغۃ ولذا افردھا وشرعا النظافۃ عن حدث او خبث، اھ۔ (ج:۱،ص:۱۸۹،کتاب الطہارۃ)

ہدایہ اولین کے حاشیہ میں ہے: الطھارۃ بمعنی النظافۃ لغۃ واما شرعا فھی النظافۃ عن حدث و خبث ای التنزہ عن الادناس.

(ج:۱،ص:۳،کتاب الطہارۃ)

شرعی حیثیت: طہارت نماز کے لیے شرط ہے یعنی بغیر طہارت کے نماز ہوگی ہی نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے بغیر طہارت نماز ادا کی تو اس نے نماز کی توہین اور بے ادبی کی، اور اگر کسی نے جان بوجھ کر بغیر طہارت نماز ادا کی تو علمائے کرام نے اسے کفر لکھا ہے۔ بہار شریعت میں ہے: ”نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔

(بہار شریعت، ج:۱،کتاب الطہارت، ص:۲۸۲)

مسلم شریف میں ہے: عن مصعب بن سعد قال دخل عبد اللہ بن

عمر علی ابن عامر یعوده وهو مریض فقال الا تدعو الله لی یا ابن عمر قال انی سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تقبل صلاة بغیر طهور ولا صدقة من غلول وکنت علی البصرة.اھ.(مسلم شریف،ج:۱،ص:۱۱۹،باب وجوب طہارۃ الصلوۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: تطهیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه واجب.اھ.(فتاویٰ عالمگیری،ج:۱،ص:۵۸)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

[۱۸/ ذی القعدہ ۱۴۴۲ھ]

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی، استاذ شعبہ افتا جامعہ ہذا۔

(۵) انگلی میں روشنائی جم جائے تو وضو ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ: کاتب کی انگلی پر روشنائی جم گئی ہے یا رنگ ریز کے ہاتھ پر رنگ جم گیا ہے جس کی وجہ سے پانی کا اصل بدن تک پہنچنا دشوار ہے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کے وضو صحیح ہونے کی کیا صورت ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: اگر روشنائی یا رنگ کو بدن سے چھڑانے میں حرج و مشقت نہ ہو تو دونوں کو چھڑا کر اصل بدن تک پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر چھڑانے میں حرج و مشقت ہو تو ایسی صورت میں وضو کے صحیح ہونے کے لیے ان کے اوپر سے پانی بہانا کافی ہے۔

درمختار میں ہے: ولا یمنع ما علی ظفر صباغ ولا طعام بین أسنانه أو فی سنه المجوف، به یفتی وقیل ان صلبا منع وهو الاصح.اھ.

(ج:۱،ص:۲۸۹،کتاب الطہارۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: والعجین فی الظفر یمنع تمام الاغتسال، و

الوسخ والدرن لایمنع والقروی والمدنی سواء ،والتراب والصین فی الظفر لایمنع، والصرام والصباغ مافی ظفر مایمنع تمام الاغتسال وقیل کل ذالك یجز یهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظهیریة،اھ .(ج:۱،ص:۱۳،کتاب الطهارة) اور ایسے ہی فتاویٰ رضویہ جلد۱صفحہ ۱۴، ۱۳اکتاب الطہارۃ کے بیان میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا بر کاتی مصباحی [۹/ جولائی۲۰۲۱ء / ۲۸/ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ]

(۲)ناپاک مہندی ہاتھ میں لگ جانے پر پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: ناپاک مہندی یاناپاک رنگ ہاتھ یاکپڑے میں لگ گیا، توہاتھ یاکپڑاکیسے پاک ہوگا؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الجواب: ناپاک مہندی یاناپاک رنگ ہاتھ یاکپڑے میں لگ جائے تو اتنی مرتبہ دھوئیں کہ صاف پانی گرنے لگے، پاک ہوجائے گا اگرچہ کپڑے یاہاتھ پر رنگ باقی ہو۔

درمختار میں ہے: بل یطهر ماصبغ أوخضب بنجس بغسله ثلاثا والأولی غسله الی أن یصفو الماء.اھ .(ج:۱،ص:۵۳۷،باب الأنجاس)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: قالوا لوصبغ ثوبه أو یده بصبغ أوحناء نجسین فغسل الی أن صفا الماء یطهر مع قیام اللون. (ج:۱،ص:۴۲،کتاب الطہارۃ)

فتح القدیر میں ہے: قالوا لوصبغ ثوبه أو یده بصبغ أوحناء نجسین فغسل الی أن صفو الماء یطهر مع قیام اللون وقیل یغسل بعد ذٰلك ثلاثا.اھ . واللہ تعالیٰ اعلم (ج:۱،ص:۲۰۹،کتاب الطہارۃ)

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۲/ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ]

(۷) جنبی شخص بندھی ہوئی پٹی کی حالت میں خود کو کیسے پاک کرے؟

مسئلہ: جنبی شخص کے بازو میں زخم ہو گیا، زخم پر جو پٹی بندھی ہے، زخم کی جگہ کے ساتھ بازو کے دوسری طرف میں بھی بندھی ہوئی ہے۔ بتائیں ایسے شخص کے پاک ہونے کی کیا صورت ہوگی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جنبی شخص کے بازو میں زخم کی جگہ کے ساتھ بازو کے دوسری طرف میں جو پٹی بندھی ہے، اس پٹی کو کھول کر دھونا اگر نقصان دہ نہیں تو اسے کھول کر دھونا فرض ہے، اور اگر پٹی کھولنے میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کر لینا کافی ہے، اور اگر پٹی پر مسح بھی نہیں کر سکتا تو یوں ہی چھوڑ دے جنبی شخص پاک ہو جائے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: واذا زادت الجبيرة على نفس الجراحةفان ضرها الحل والمسح يمسح على مايوازى الجراحة وما يوازى موضعا صحيحا وان ضرها المسح لا الحل يمسح على الخرقة التى على رأسها و يغسل ماحولها وان لم يضره المسح ولا الحل غسل ماحولها و مسحها ونفسها .اھ. (ج:۱، ص:۳۵، کتاب الطہارۃ)

شرح وقایہ میں ہے: وانما يجوز المسح على الجبيرة اذالم يقدر على مسح ذلك العضو كما لا يقدر على غسله بان كان الماء يضره اوكانت الجبيرة مشدودة يضرحلها اما اذا كان قادرا على مسحه فلا يجوز مسح الجبيرة واذا كان فى اعضائه شقاق فان عجز عن غسله يلزمه امرار الماء عليه فان

عجز عنه يلزمه المسح ثم ان عجز عنه يغسل ماحوله و يتركه.اھ. واللہ اعلم

(ج:۱، ص:۱۱۹، کتاب الطہارۃ)

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی **کتبہ:** فیاض احمد مصباحی

[۷/ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ]

(۸) جنبی شخص اگر بارش میں بھیگ جائے تو کیا وہ پاک ہو گیا؟

مسئلہ: جنبی شخص بازار گیا ہوا تھا راستہ میں بارش ہونے لگی اور وہ بھیگ گیا یہاں تک کہ اس کے پورے بدن سے پانی بہ گیا وہ پاک ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: غسل میں تین چیزیں فرض ہیں کلی کرنا، ناک مین پانی چڑھانا اور سارے بدن پر پانی بہانا اگر جنبی شخص کے پورے بدن پر بارش کا پانی بہ گیا ہے اور اس نے کلی بھی کرلی ہے اور ناک میں پانی بھی چڑھا لیا ہے تب تو اس کا غسل صحیح ہو جائے گا اور اگر کلی اور ناک میں پانی نہیں ڈالا ہے تب اس کا غسل صحیح نہیں ہو گا۔

فتح القدیر میں ہے: وفرض الغسل المضمضة والا ستنشاق وغسل سائر البدن.اھ. (ج:۱، ص:۶۰، کتاب الطہارۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وهی ثلاثة المضمضة والاستنشاق وغسل جميع البدن على مافی المتون، اھ. (ج:۱، ص:۱۳، کتاب الطہارۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین متعلم جامعہ

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۱/ جولائی ۲۰۲۱ء / ۱/ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ]

(۹) ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہو تو کیا تیمم کر سکتے ہیں؟

مسئلہ: ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہے تو کیا ایسی صورت میں تیمم کرنا صحیح ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: اگر ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہو اور گرم پانی سے نقصان نہ ہوتا ہو تو گرم پانی سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہے جہاں گرم پانی بھی نہ مل سکے تو پھر تیمم کرنا صحیح ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

او برد یهلك الجنب او یمرضه ولو فی المصر اذالم تکن له اجرة حمام و لا ما ید فئه. (در مختار، ج:۱، ص:۳۹۸، کتاب الطہارۃ، باب التیمم)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: و اذاخاف المحدث ان تو ضا ان یقتله البرد اویمرضه یتیمم هکذا فی الکافی و اختاره فی الاسرار، اه.

(ج: ۱، ص: ۲۸، الباب الرابع فی التیمم)

ہدایہ میں ہے: ولو خاف الجنب ان اغتسل ان یقتله البرد أو یمرضه یتیمم بالصعید. اه. (ج:۱، ص:۳۲، باب التیمم) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۹ر جولائی ۲۰۲۱ء / ۶ ر ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ]

(۱۰) وضو میں کوئی عضو دھونا بھول گیا تو کیا وہ ایک یا دو گھنٹہ بعد دھو سکتا ہے؟

مسئلہ: ایک شخص نے وضو کیا اور ایک پاؤں دھونا بھول گیا، ایک گھنٹہ کے بعد اسے یاد آیا۔ اب اس نے پاؤں دھولیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: اعضاے وضو کو پے در پے دھونا یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرے عضو کو دھونا یہ وضو کی سنت ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے وضو کیا اور ایک پاؤں دھونا بھول گیا پھر ایک گھنٹے کے بعد اسے یاد آیا اب اس نے پاؤں دھولیا، تو اگر اس وقفہ کے دوران اس کے ساتھ نواقض وضو میں سے کوئی عمل نہیں ہوا تو اس کا وضو درست ہے اور اس سے نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہاں: یہ وقفہ بلا عذر ہو تو مکروہ ہے اور کسی عذر کی بنا پر ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وانما يكره التفريق في الوضوء اذا كان بغير عذر أما اذا كان بعذر بان فرغ مأء الوضوء فيذهب لطلب الماء أو ما أشبه ذالك فلا باس بالتفريق على الصحيح. (فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۸، کتاب الطہارۃ)

درمختار میں ہے: غسل المتأخر أو مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر حتى لو فنى ماؤه فمضى لطلبه لا بأس به. اھ (درمختار، ج:۱، ص:۲۴۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۲۱/ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ]

(۱۱) مسافر راستے میں پڑے ہوئے پانی کو وضو کے لیے استعمال کر سکتا ہے یا پھر تیمم کی اجازت ہے؟

مسئلہ: مسافر کو راستہ میں رکھا ہوا پانی ملا، اور اسے سمجھ میں نہیں آرہا کہ پینے کے لیے ہے یا وضو کرنے کے لیے تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: اگر مسافر کے پاس پانی نہیں ہے لیکن اسے راستے میں رکھا ہوا پانی ملا

اور یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ پانی کس مصرف کے لیے ہے تو اگر کوئی وہاں موجود ہو تو اس سے پوچھ لے اگر وہ کہے کہ صرف پینے کے لیے ہے تو اب اس پانی سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے۔ تیمم کر کے نماز پڑھے پانی کتنا ہی ہو، اور اگر وہ کہے کے پینے کے لیے ہے اور وضو کے لیے بھی تو اب تیمم جائز نہیں۔ اور اگر کوئی وہاں موجود نہیں جس سے دریافت کر سکے تو اگر پانی زیادہ ہو تو وضو کرے اور پانی کم ہو تو تیمم کرے۔

در مختار میں ہے: الماء المسبل فی الفلاۃ لا التیمم مالم یکن کثیرا، فیعلم انہ للوضوء أیضا و یشرب ماللوضوء. (ج:۱، ص:۴۲۴، کتاب الطہارۃ، باب التیمم)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: المسافر اذا مر فی فلاۃ بماء موضوع فی حب أونحوہ لاینتقض تیممہ ولیس لہ أن یتوضأمنہ الا أن یکون الماء کثیرا فیستدل بکثرتہ علی انہ للشرب والوضوء جمیعاً، کذا فی فتاویٰ قاضی خان. (فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۳۰، باب التیمم)

شرح وقایہ میں ہے: حتی اذا وجد المسافر ماء فی حب معد للشرب والوضوء فاما الماء المعد للوضوء فانہ یجوز ان یشرب منہ. (ج:۱، ص:۹۸، باب التیمم)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی

[۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ]

(۱۲) نماز کس تیمم سے جائز ہوتی ہے

مسئلہ: کس تیمم سے نماز جائز ہوتی ہے اور کس تیمم سے نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جو تیمم ایسی عبادت کی نیت سے کی جائے جو بلا طہارت جائز نہیں ہو تو ایسے تیمم سے نماز جائز ہے۔ اور وہ تیمم جو ایسی عبادت کی نیت سے کی جائے جس کے لیے طہارت شرط نہیں ہے تو ایسے تیمم سے نماز بھی جائز نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ولو تیمم لقراءة القرآن عن ظهر القلب او عن المصحف اولزيارةالقبور اولدفن الميت اوللاذان اوللاقامة اولدخول المسجد اولخروجه بان دخل المسجد وهو متوضى ثم احدث او لمس المصحف وصلى بذلك التيمم قال عامة العلماء لايجوز كذافى فتاوىٰ قاضی خان. اھ. (ج:۱، ص:۲۶، کتاب الطهارة الباب الرابع فی التيمم، الفصل الاول)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: وقالوا لو تيمم لدخول مسجد او لقراءة ولو من مصحف اومسه اوكتابته اوتعليمه او لزيارة قبور او لعيادة مريض اولدفن ميت اواذان اواقامةاواسلام اوسلام اورده لم تجز الصلاة به عند العامة. اھ (ج:۱، ص:۴۱۲، کتاب الطهارة باب التيمم) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا بارکاتی مصباحی [۱ر اگست ۲۰۲۱ء/ ۲۱ر ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ]

(۱۳) جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں وہ وضو کیسے کرے؟

مسئلہ: جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور نہ وہ وضو کر سکتا ہے اور نہ تیمم کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں وہ کس طرح نماز پڑھے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور نہ وہ وضو کر سکتا ہے نہ تیمم کر سکتا ہے تو جہاں تک ممکن ہو وہ اپنے چہرے کو مٹی پر مل لے اور نماز پڑھے ترک نہ کرے لیکن اگر چہرہ بھی صحیح سالم نہیں ہے زخم وغیرہ ہے تو نہ تیمم کرے نہ وضو کرے بلکہ بلا طہارت نماز ادا کرے نماز ہو جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قال الشيخ الامام محمد بن الفضل رحمه الله رأيت فى الجامع الصغير للكرخى ان مقطوع اليدين والرجلين اذا كان بوجهه جراحة يصلى بغير طهارة ولايتيمم ولايعيد وهٰذا هوالاصح كذا فى الظهيريه .اھ (ج:۱،ص،۳۱:الباب الرابع فی التیمم)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: مقطوع اليدين والرجلين اذا كان بوجهه جراحة يصلى بغير طهارةولايتيمم ولايعيد على الاصح وبهٰذا ظهران تعمد الصلاة بلا طهر غير مكفر .اھ .(ج:۱،ص:۴۲۳،کتاب الطہارۃ،)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا بر کاتی مصباحی [۲/ اکتوبر ۲۰۲۱ء/ ۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ]

(۱۴) نجاست مرئیہ وغیر مرئیہ سے طہارت کیسے حاصل کریں؟

مسئلہ: نجاست مرئیہ وغیر مرئیہ سے طہارت کا طریقہ کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: نجاست اگر کپڑے میں لگ جائے اور وہ مرئیہ یعنی نظر آنے والی ہو جیسے خون پاخانہ وغیرہ تو اس سے پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصہ میں نجاست لگی ہو اس حصہ کو اتنا دھوئے کہ نجاست زائل (دور) ہو جائے چاہے جتنی مرتبہ دھونا پڑے پاک ہونے کے لیے نجاست کا دور ہونا ضروری ہے اگر نجاست زائل ہو گئی کپڑا پاک ہو گیا۔ بدن

میں لگ جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

اگر پہلی مرتبہ میں نجاست دور ہوجائے تو دو مرتبہ اور دھولینا بہتر ہے اور اگر دو مرتبہ میں دور ہوجائے تو ایک مرتبہ اور دھولینا بہتر ہے غرض تین مرتبہ دھولینا اچھا ہے۔اور اگر نجاست زائل ہوگئی لیکن داغ دھبہ یا رنگ باقی رہ گیا تو کوئی حرج نہیں۔اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہے یعنی نظر نہ آنے والی ہے مثلاً پیشاب وغیرہ تو جس جگہ پر نجاست لگی ہو اس جگہ کو اتنا دھوئے کہ دھونے والے کو پاکی کا ظن غالب ہوجائے گمان غالب سے پاک ہوجاتی ہے۔اور اگر کوئی شخص وسوسہ میں مبتلا رہتا ہے کہ پتا نہیں پاک ہوا یا نہیں تو ایسا شخص تین مرتبہ یا سات مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے بشرطیکہ وہ نچوڑنے والی چیز ہو۔اور جب دھونے کے بعد نچوڑے تو اس طرح نچوڑے کے کپڑے سے پانی نہ ٹپکے اور اگر نچوڑنے والی چیز نہیں ہے تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ اس طرح خشک کیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: وكذا يطهر محل نجاسة اما عينها فلا تقبل الطهارة مرئية بعد جفاف كدم بقلعها اى بزوال عينها واثرها ولو بمرة اوبمافوق ثلاث فى الاصح ولم يقل بغسلها ليعم نحودلك وفرك ولا يضر بقاء اثر كلون وريح لازم... .ويطهر محل غيرها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل لومكلفا والا فمستعمل طهارة محلها بلاعدد به يفتى .وقدر ذالك لموسوس بغسل وعصر ثلاثا اوسبعا فيما ينعصر مبالغا بحيث لايقطر ولوكان لو عصره غيره قطر طهر بالنسبة اليه دون ذالك الغير...وقدر بتثليث جفاف اى انقطاع تقاطر فى غيره اى غير منعصر مما يتشرب النجاسة والا فبقلعها .اھ

اور ولو بمرة کے تحت در مختار کے حاشیہ رد المحتار میں ہے: "قال القهستانى هذاظاهر الرواية وقيل يغسل بعد زوالها مرة وقيل مرتين وقيل ثلاثا كما

فی الکافی .اھ .(در مختار،ج:۱،ص:۵۴۲-۵۳۵،کتاب الطہارۃ،باب الانجاس)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثرها ان كانت شيئا يزول اثره ولا يعتبر فيه العدد كذا فى المحيط .فلوزالت عينها بمرة اكتفى بها ولولم تزل بثلاثة تغسل الى ان تزول كذا فى السراجية .وان كانت شيئا لايزول اثره الا بمشقة بان يحتاج فى ازالة الى .شئى آخر سوى الماء كالصابون لا يكلف بازالته هكذا فى التبيين. اھ...

وان كانت غير مرئيه يغسلها ثلاث مرات كذا فى المحيط . و يشترط العصر فى كل مرة فيما ينعصر و يبالغ فى المرة الثالثة حتى لو عصر بعده لا يسيل منه الماء و يعتبر فى كل شخص قوته وفى غير رواية الاصول يكتفى بالعصر مرة وهو ارفق كذا فى الكافى وفى النوازل وعليه الفتوىٰ كذا فى التتار خانية والاول احوط هكذا فى المحيط... ومالاينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف فى كل مرة لان للتجفيف أثرا فى استخراج النجاسة وحدالتجفيف ان يخليه حتى ينقطع التقاطر ولا يشترط فيه اليبس هكذا فى التبيين.هذا اذا تشربت النجاسة كثيرا وان لم تتشرب فيه اوتشربت قليلا يطهر بالغسل ثلاثاهكذا فى محيط السرخسى. اھ ملخصاً.(ج:۱،ص۴۱،۴۲،کتاب الطہارۃ،باب الانجاس)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۴/اگست ۲۰۲۱ء/ ۳/محرم الحرام ۱۴۴۳ھ]

(۱۵)ماء مستعمل کی تعریف اور اس کا حکم

مسئلہ: ماء مستعمل کسے کہتے ہیں ؟اس کا کیا حکم ہے ؟اور اس سے وضو یا غسل جائز ہے یا نہیں ؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: ماء مستعمل وہ پانی ہے جو ثواب پانے یا حدث کو دور کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔فتاویٰ ہندیہ میں ہے: الماء الذی ازیل به حدث أو استعمل بوجه القربة،فالصحيح أنه کما زايل العضو صار مستعملاً هکذا فی الهداية ،سواء کان الحدث أکبر أو أصغر هکذا فی العینی شرح الکنز.اھ (فتاویٰ ہندیہ،ج:۱،ص:۲۲،کتاب الطہارۃ)

ماء مستعمل کا حکم یہ ہے کہ وہ پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے لہٰذا اس سے وضو و غسل جائز نہیں ہے ۔در مختار میں ہے:" وحکمه أنه ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد.اھ (در مختار،ج:۱،ص:۳۵۳،کتاب الطہارۃ)

فتح القدیر میں ہے : الماء المستعمل لايجوز استعماله فی طهارة الاحداث.اھ (فتح القدیر،ج:۱،ص:۹۰،کتاب الطہارۃ)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۸/ جولائی ۲۰۲۲ء/ ۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ]

(۱۶)معذور کسے کہتے ہیں ؟

مسئلہ: معذور کسے کہتے ہیں ؟اور اس کی طہارت کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ کا کیا ضابطہ ہے ؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: شرعاً معذور ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کو وضو توڑنے والی باتوں میں سے کوئی ایسی بیماری ہو جائے مثلاً پیشاب کا قطرہ برابر ٹپکے یا نکسیر پھوٹ جائے جس سے مسلسل خون بہ رہا ہو اور یہ بیماری نماز کا مکمل وقت اس طرح گھیر لے کہ اسے اتنی مہلت نہ ملے کہ وہ وضو بنا کر نماز پڑھ سکے۔ در مختار میں ہے: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكن امساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح...ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد فى جميع وقتها زمناً يتوضأ و يصلى فيه خالياًعن الحدث ،ولو حكما لأن الا نقطاع اليسير ملحق بالعدم.اه ملخصاً .اھ .(در مختار، ج:۱، ص:۵۰۴، باب الحیض)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: شرط ثبوت العذر ابتداءً ان يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملاً وهو الأظهر كالانقطاع .اھ .

(فتاویٰ ہندیہ، ج:۱، ص:۴۰، باب الحیض، کتاب الطہارۃ)

معذور کی طہارت کے سلسلے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے جس بیماری میں مبتلا ہے اس کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، ہاں! اگر وضو کو توڑنے والی دوسری باتیں پائی جائیں تو پھر اس سے ضرور وضو ٹوٹ جائے گا اور اب دوسرے وقت کی نماز کے لیے اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

در مختار میں ہے: وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض...ثم يصلى به فيه فرضاًأو نفلاً،فاذا خرج الوقت بطل.اھ ملخصاً .(در مختار، ج:۱، ص:۵۰۵، باب الحیض، کتاب الطہارۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: المستحاضة ومن به سلس البول أواستطلاق البطن أوانفلات الريح أورعاف دائم أوجرح لايرقأيتوضؤن لوقت كل صلاة و يصلون بذالك الوضوء فى الوقت ماشاء وامن الفرائض والنوافل هكذا فى البحر الرائق ...و يبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق هكذا فى الهندية .اه ملخصاً. واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ ہندیہ، ج:۱، ص:۴۱، کتاب الطہارۃ)

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: عابد رضا بر کاتی مصباحی [۳؍ اگست ۲۰۲۱ء/ ۲۳؍ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ]

(۱۷) لنگی میں پیشاب لگ جائے تو اسے کیسے پاک کرے

مسئلہ: لنگی میں پیشاب لگ گیا لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کہاں پر لگا ہے ،ایسی صورت میں لنگی کے پاک کرنے کی صورت کیا ہے ؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: لنگی میں پیشاب لگ گیا اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس حصہ میں لگا ہے تو بہتر یہ ہے کہ پوری لنگی دھوئے اور اگر یہ معلوم ہو کہ کسی خاص حصے میں لگا ہے تو اس حصہ کو دھونا ہی کافی ہے۔ لنگی پاک ہو جائے گی۔ اگر اندازے سے کوئی حصہ دھولیا پھر بھی لنگی پاک ہو جائے گی۔ ہاں! اگر بلا غور و فکر کے کوئی ایک حصہ دھولیا اور اس کے ساتھ نمازیں بھی پڑھ لیں پھر معلوم ہوا کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کرے اور اگر غور و فکر کر کے کوئی حصہ دھویا پھر پتہ چلا کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو اس صورت میں

نمازوں کا اعادہ نہیں ہے۔

در مختار میں ہے: وغسل طرف ثوب أو بدن أصابت نجاسة محلا منه ونسي المحل مطهر له وان وقع الغسل بغير تحر وهوا لمختار. ثم لو ظهر وأنها في طرف آخر هل يعيد؟ في الخلاصة :نعم،وفي الظهيرية المختار انه لا يعيدالا الصلاة التي هو فيها.اھ. (ج:١،ص:٥٣٥،٥٣٤، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

اذاتنجس طرف من أطراف الثوب ونسيه فغسل طرفا من أطراف الثوب من غير تحر حكم بطهارة الثوب هوالمختار ،فلو صلى مع هذا الثوب صلوات ثم ظهر أن النجاسة في الطرف الآخر يجب عليه اعادة الصلوات التي صلى مع هذا الثوب كذا في الخلاصة ،والاحتياط أن يغسل جميع الثوب.اھ. (ج:١،ص:٤٣، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [١٠/ اگست ٢٠٢١ء/ ١/ محرم الحرام ١٤٤٣ھ]

(١٨) ٹرین کی سیٹ پر ہاتھ مار کر تیمم صحیح ہو گا یا نہیں؟

مسئلہ: ٹرین میں بیٹھا ہے، نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے، وضو کے لیے پانی نہیں ہے اور اتر کر مٹی سے تیمم بھی نہیں کر سکتا اس نے ٹرین کی سیٹ پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیا، یہ تیمم صحیح ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: ٹرین کی سیٹ زمین کی جنس نہیں ہے اور جو چیز زمین کی جنس سے نہ ہو اس سے تیمم بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن ایسی چیز پر اگر اتنا گرد و غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے

انگلیوں کے نشان بن جائے تو پھر تیمم جائز ہے اس لیے ٹرین کی سیٹ پر اگر اتنا گرد و غبار ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کے نشان بن جائے اور اس سیٹ پر ہاتھ مار کر تیمم کیا تو اس کا تیمم صحیح ہو جائے گا۔اور اگر اتنا گرد و غبار نہ ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے ان انگلیوں کے نشان نہ بن سکے تو پھر تیمم جائز نہیں ۔در مختار میں ہے: فلایجوز بلؤلؤ...ومعادن فی محالها فیجوز التراب علیها ،وقیده الا سبیجابی بأن یستبین أثر التراب بمدیده علیه ،وان لم یستبن لم یجز؛وکذاکل مالایجوز التیمم علیه کحنطة وجوخة فلیحفظ .اھ ملخصاً .(در مختار، ج:۱ص،۴۰۵، تا۴۰۷،کتاب الطہارۃ،باب التیمم)

"وقیده الاسبیجابی" کے تحت ردالمحتار میں ہے: وعبارة الاسبیجابی کما فی البحر :ولوأن الحنطةأو الشئ الذی لایجوز علیه التیمم اذا کان علیه التراب فضرب یده علیه وتیمم ینظر:ان کان یستبین أثره بمده علیه جازوالا فلا .اھ .(ردالمحتار،ج:۱،ص:۴۰۶،کتاب الطہارۃ،باب التیمم)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ویجوز بالغبار مع القدرة علی الصعید ، کذا فی السراج والوهاج ،وهوا الصحیح وصورة التیمم بالغبار ان یضرب بیدیه ثوباًأولبداًأووسادةأو ما أشبهها من الأ عیان الطاهرة التی علیها غبار فاذا وقع الغبارعلیٰ یدیه تیمم او ینفض ثوبه حتی یرتفع غباره فیرفع یدیه فی الغبار فی الهواء فاذا وقع الغبار علیٰ یدیه تیمم کذا فی المحیط .اھ .(فتاویٰ ہندیہ،ج:۱،ص:۲۷،کتاب الطہارۃ)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۳/ اگست ۲۰۲۲ء/۲۳/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ]

۳ کتاب الصلاۃ

(۱۹) لیگنس پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ: عورتیں جو لیگنس (leggings) پہنتی ہیں جس کو پہننے کے بعد عضو کی ہیئت ظاہر ہو جاتی ہے، اس کو پہن کر نماز ہو گی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: عورتیں جو لیگنس (leggings) پہنتی ہیں اگر وہ اتنا باریک ہے کہ اس سے بدن کی چمک ظاہر ہو جاتی ہے تو ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہو گی بلکہ عام حالات میں بھی اس کو پہننے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر کپڑا اتنا موٹا ہو کہ اس سے بدن کی چمک تو ظاہر نہیں ہوتی ہے لیکن جسم کی ہیئت ظاہر ہو جاتی ہے تو ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی البتہ! ایسا کپڑا پہننا مناسب نہیں ہے۔

ردالمحتار میں ہے: أما لو كان غليظاً لا يرىٰ منه لون البشرة الا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغى أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر. اھ. (ج:۱، ص:۸۴، کتاب الصلاۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: والثوب الرقيق الذى يصف ما تحته لا يجوز الصلاة فيه كذافى التبيين. اھ. (ج:۱، ص:۵۸، کتاب الصلاۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۸؍ستمبر ۲۰۲۱ء/ ۱۰؍صفر المظفر ۱۴۴۳ھ]

(۲۰) پیشانی پاک جگہ پر اور ناک ناپاک جگہ پر رکھ کر سجدہ کرنا جائز یا ناجائز

مسئلہ: ایک شخص نے اس طرح سجدہ کیا کہ پیشانی پاک جگہ پر تھی اور ناک ناپاک جگہ پر تو ایسی صورت میں سجدہ صحیح ہوا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: اگر کسی شخص نے اس طرح سجدہ کیا کہ پیشانی پاک جگہ پر تھی اور ناک ناپاک جگہ پر تو ایسی صورت میں بھی سجدہ درست ہو جائے گا۔ کیوں کہ ناک مقدار درہم سے کم جگہ پر رکھی جاتی ہے، اور اتنی مقدار کی نجاست ہوتے ہوئے بھی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ مگر بلا ضرورت یہ بھی مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اذا كان موضع أنفه نجسا وموضع جبهته طاهرا تجوز صلاته بلا خلاف.اھ. (عالمگیری، ج:۱، ص:۶۱، کتاب الصلاۃ)

ردالمحتار میں ہے: فلا يشترط طهارة موضع الأنف، لأنه أقل من الدرهم.اھ (ردالمحتار، ج:۱، ص:۵۰۷، کتاب الصلاۃ)

بہار شریعت میں ہے: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ، تو نماز ہو جائے گی کیوں کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلا ضرورت یہ بھی مکروہ ہے۔ (ج:۱، ص:۴۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم **کتبہ:** فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۳/ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ]

(۲۱) نمازی شخص مال کی حفاظت کی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ نہ کرے تو کیا اس کی نماز ہوگی کہ نہیں؟

مسئلہ: نمازی کے پاس مال ہے، لیکن اسے ڈر ہے کہ استقبال قبلہ کرے گا تو

مال چوری ہو جائے گا، ایسی صورت میں وہ کیا کرے گا؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الجواب: اگر نمازی کو یہ ڈر ہو کہ استقبال قبلہ کرے گا تو اس کا مال چوری ہو جائے گا تو اگر وہاں کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے مال کی حفاظت کرے تو ایسی صورت میں نمازی پر استقبال قبلہ فرض ہے اگرچہ مال کی حفاظت کرنے والا اس پر اجرت لے۔ اور اگر ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو اس کے مال کی حفاظت کرے تو ایسی صورت میں جس طرف رخ کر کے چاہے نماز پڑھ لے، اس کی نماز ہو جائے گی۔

در مختار میں ہے: وقبلة العاجز عنها لمرض...أو خوف مال، وكذا كل من سقط عنه الأركان جهة قدرته .اھ، ملخصاً.

رد المحتار میں ہے: أو خوف مال أي خوف ذهابه بسرقة أو غيرها إن استقبل، وسواء كان المال ملكا له أو أمانة قليلا أو كثيرا .اھ.

(در مختار ورد المحتار، ج:۲، ص:۱۱۵، ۱۱۴، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ومن كان خائفا يصلي إلى أي جهة قدر كذا في الهداية ويستوي فيه الخوف من عدو أو سبع أو لص .اھ.

(فتاویٰ ہندیہ، ج:۱، ص:۶۳، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ)

فتح القدیر میں ہے: ومن كان خائفا من سبع أو عدو أو كان في البحر على خشبة يخاف الغرق إن توجه، أو مريضاً لا يقدر على التوجه وليس بحضرته من يوجهه يصلي إلى أي جهة قدر. (ج:۱، ص:۲۷۶، کتاب الصلاۃ)

واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ:** غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی — [۱۹/ستمبر ۲۰۲۱ء/۱۱/صفر المظفر ۱۴۴۳ھ]

(۲۲) نماز کی نیت میں غلطی کرنے سے نماز کا حکم

مسئلہ: ظہر کی نماز پڑھنے کھڑا ہوا مگر نیت کرنے میں عصر کا لفظ ادا ہو گیا یا ظہر کی چار رکعت کے بجائے تین رکعت زبان سے ادا ہو گیا تو وہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں ؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، بلکہ نیت دل کے پکے ارادے کا نام ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز کا مکمل ارادہ دل میں کیا اور الفاظ نیت ادا کرنے میں زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا یا چار رکعت کے بجائے تین رکعت زبان سے ادا ہو گیا تو اس کے باوجود بھی اس کی نماز درست ہو جائے گی۔

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے: (النية) بالاجماع (وهی الأرادة) (لا) مطلق (العلم) فی الأصح... (والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للإرادة) فلا عبرة للذكر باللسان إن خالف القلب لأنه كلام لا نية اور "إن خالف القلب" کے تحت رد المحتار میں ہے: فلو قصد الظهر وتلفظ بالعصر سهواً أجزأه كما فی الزاهدی. اھ ملخصاً (ردالمحتار، ج:۲، ص:۹۰-۹۱، کتاب الصلاۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: النية ارادة الدخول فی الصلاة والشرط ان يعلم بقلبه أی صلاة يصلی وأدناها مالوسئل لأمكنه أن يجيب على البديهة وان لم يقدرعلى أن يجيب إلا بتأمل لم تجز صلاته ولا عبرة للذكر باللسان فأن فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهوا حسن كذافی الكافی...ولا يشترط نية عدد الركعات هكذافی شرح الوقاية حتى لونواها خمس ركعات وقعد على راس الرابعة أجزأه وتلغونية الخمس .اھ. ملخصاً

(عالمگیری، ج:۱، ص:۶۳-۶۴، کتاب الصلاۃ)

بہار شریعت میں ہے: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہو گئی۔ (بہار شریعت، ج:۱، ص:۴۹۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ]

(۲۳) مسبوق کی نماز کا حکم

مسئلہ: امام کو سجدہ سہو کرنا تھا امام نے اس کے لیے سلام پھیرا اور اسی کے ساتھ مسبوق نے بھی سلام پھیر دیا تو مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: مسبوق کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ سجدہ میں امام کی متابعت کرے اور سلام میں امام کی پیروی نہیں کرے کیوں کہ مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اگر سلام پھیرنا امام کے ساتھ ساتھ بلا وقفہ تھا تو اس صورت میں مسبوق پر سجدہ سہو نہیں ہے اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو فوراً کھڑا ہو جائے اور باقی ماندہ نماز پوری کرے اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

درمختار میں ہے: والمسبوق یسجد مع امامه مطلقا سواء کان السهو قبل الاقتداء او بعده ثم یقضی ما فاته ولو سها فیه سجد ثانیا .اھ اور قوله :والمسبوق یسجد مع امامه کے تحت رد المحتار میں ہے : قید بالسجود لانه لایتابعه فی السلام بل یسجد معه و یتشهد فاذا سلم الامام قام الی القضاء ،فان سلم فان کان عامدا فسدت والالا ولا سجود علیه ان سلم سهوا قبل الامام او معه وان سلم بعده لزمه لکونه منفرداً حینئذ "بحر" واراد بالمعیة المقارنة وهو نادر الوقوع کما فی شرح المنیه وفیه ولو سلم علی ظن ان علیه ان یسلم فهو سلام عمد یمنع البناء .اھ

(رد المحتار، ج:۲، ص:۵۴۶۔۵۴۷، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو)

اور ایسا ہی بہار شریعت، ج:۳، ص:۷۱۶، سجدہ سہو کے بیان میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبد الواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا بر کاتی مصباحی [۱۶/ دسمبر ۲۰۲۱ء/۸/ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ]

(۲۴) چار رکعت والی نماز میں تین اور چار میں شبہ ہو گیا تو کیا کرے

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں اشتباہ ہو گیا کہ تین ہوئی یا چار، پھر وہ کیا کرے گا اور کس طرح نماز پوری کرے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جس کو تعداد رکعت میں شک ہو کہ تین ہوئیں یا چار اور بلوغت کے بعد پہلا واقعہ ہے تو ایسا شخص اس نماز کو اپنے کسی منافی نماز عمل سے قطع کر دے یا بیٹھ کر سلام پھیر دے پھر اس نماز کو نئے تحریمہ سے مکمل کرے اور جس شخص کو بہ کثرت شک ہوتا رہتا ہے اس کے لیے یہ حکم ہے کہ غالب گمان پر عمل کرے اگر کسی طرح غالب گمان نہ ہو تو اقل کو لے لے مثلاً اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ تین رکعت ہوئیں یا چار رکعت تو اگر غالب گمان چار کا ہے تو چار رکعت مان کر نماز پوری کرے اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے اور اگر غالب رجحان کسی طرف نہ ہو تو اقل یعنی تین رکعت مان کر پھر نماز مکمل کر لے۔ البتہ اس صورت میں تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے گا پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت مزید پڑھے گا اور اخیر میں سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے گا۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

واذا شك فی صلاته من لم یکن ذالك أی الشك عادة له و قیل من لم یشك فی صلاة قط بعد بلوغه ،وعلیه اکثر المشائخ بحر عن الخلاصة کما

صلی استانف بعمل مناف وبالسلام قاعدا اولی لانه المحلل وان کثرشکه عمل بغالب ظنه ان کا ن له ظن للحرج والاخذ بالاقل لتیقنه وقعد فی کل موضع توهمه موضع قعوده ولوواجبا لئلا یصیر تارکاً فرض القعود او واجبه. (در مختار، ج:۲، ص:۵۶۰۔۵۶۱، کتاب الصلاۃ باب سجود السہو)

اور ایسا ہی بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۱۸، میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عبد الواحد حسین

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۰/ دسمبر ۲۰۲۱ء/۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ]

(۲۵) دو رکعت کے بعد قعدہ کے بجائے کھڑا ہو گیا

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پوری کرنے کے بعد بیٹھنے کے بجائے پھر کھڑا ہو گیا، کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا کہ مجھے تو قعدہ کرنا تھا، اب وہ کیا کرے گا اور کس طرح نماز پوری کرے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آیا کہ مجھے قعدہ کرنا تھا تو اب قعدہ اولیٰ کی طرف نہ لوٹے بلکہ باقی ماندہ نماز پوری کرنے کے بعد اخیر میں سجدہ سہو کرے کیوں کہ قعدہ اولیٰ واجب ہے تیسری رکعت کے لیے قیام فرض ہے اور فرض سے واجب کی طرف لوٹنا صحیح نہیں ہے لیکن چونکہ واجب چھوٹ گیا ہے اس لیے سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد قعدہ اولیٰ کی طرف لوٹ آیا تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا اور صحیح مذہب کے مطابق نماز تو ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: سها عن القعود الاول من الفرض ولو

عمليا اما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة ثم تذكره عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الاصح مالم يستقم قائما فى ظاهر المذهب وهو الاصح .فتح والا اى وان استقام قائما لايعود لا شتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد الى القعود بعد ذالك تفسد صلاته لرفض الفرض لما ليس بفرض ،وصححه الز يلعى وقيل لاتفسدلكنه يكون مسيئاو يسجدلتاخير الواجب. (ج:۲،ص:۵۴۷۔۵۴۹،کتاب الصلاۃ باب سجود السہو)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:ومنها القعدة الاولى حتى لو تركها يجب عليه السهو كذا فى التبيين ...سواء كان فى الفرض او النفل كذا فى البحر الرائق ...ويجب اذا قعد فيما يقام او قام فيما يجلس فيه وهو امام او منفرد اراد بالقيام اذا استتم قائما او كان الى القيام اقرب فانه لا يعود الى القعدة هكذا فى فتاوىٰ قاضى خان وسجد للسهو .اھ .ملخصاً

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۱۲۷، کتاب الصلاۃ الباب الثانی عشر فی سجود السہو)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۵/دسمبر۲۰۲۱ء/ ۲۹/ربیع الثانی۱۴۴۳ھ]

(۲۶)سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانا بھول گیا تو نماز ہوگی یا نہیں ؟

مسئلہ: وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا، یا سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانا بھول گیا اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جو شخص نماز وتر ادا کرے اور دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور

اسے رکوع میں یاد آئے تو اب وہ قیام کی طرف رکوع سے نہ لوٹے اور نہ ہی رکوع میں دعائے قنوت پڑھے بلکہ نماز مکمل کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے، کیوں کہ نماز وتر میں دعائے قنوت واجب ہے اور واجب کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ ہاں! اگر کوئی شخص رکوع میں جانے کے بعد قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر گناہ ہوگا۔ اسی طرح جو شخص الحمد کے بعد سورہ ملانا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو رکوع میں یاد آجانے کے بعد قیام کی طرف لوٹے اور سورہ اور دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(ولو نسيه) أي القنوت (ثم تذكره في الركوع لايقنت) فيه لفوات محله (ولا يعود إلى القيام) في الأصح، لأن فيه رفض الفرض للواجب (فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته) لكون ركوعه بعدقراءة تامة (وسجدللسهو) قنت أولا لزواله عن محله. اھ.

(در مختار، ج:۲، ص:۴۴۶۔۴۴۷، کتاب الصلاۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ولونسي القنوت فتذكر في الركوع فالصحيح أنه لايقنت في الركوع ولا يعودإلى القيام هٰكذا في التتار خانيه، فان عاد إلى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته كذا في البحر الرائق ...وان قرأالفاتحة وترك السورة فانه يرفع رأسه و يقرأ السورة و يعيد القنوت والركوع و يسجد للسهو. اھ.

(عالمگیری، ج:۱، ص:۱۱۱، الباب الثامن في صلاۃ الوتر)

بہار شریعت میں ہے: اگر دعاے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے

اور سورت وقنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔اھ

(بہار شریعت، ج:١، ص:٦٥٦، وتر کا بیان مکتبۃ المدینہ) واللہ تعالی اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [٧/ جمادی الاولی ١٤٤٣ھ]

(٢٧) دوران نماز موبائل استعمال کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں

مسئلہ: دوران نماز ایک شخص نے اپنا موبائل نکال کر سوئچ آف کیا یا سائیلنٹ کیا، اس عمل کی وجہ سے اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: دوران نماز اگر کسی شخص کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگے تو بہتر یہ ہے کہ ایک ہاتھ سے ہی اپنے موبائل کی گھنٹی بند کر لے تاکہ نماز میں خلل نہ ہو۔ تاہم اگر کسی شخص نے جیب سے موبائل نکال کر اس طرح اسکرین پر دیکھا یا اس طرح ہاتھ سے موبائل پکڑا کہ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیوں کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک ہو تو یہ عمل قلیل ہے اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

در مختار میں ہے: و يفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها و لا لأصلاحها ،وفيه اقوال خمسة ،أصحها مالا يشك بسببه الناظر من بعيد فاعله أنه ليس فيها و إن شك أنه فيهاأم لا فقليل،لكنه يشكل بمسألة المس و التقبيل .اھ .(در مختار، ج:٢، ص:٣٨٥، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: العمل الكثير يفسد الصلاة و القليل لا كذا فى محيط السرخسى ...أنه لو نظر إليه ناظر من بعيد ان كان لا يشك أنه فى

غير الصلاة فهو كثير مفسد وان شك فليس بمفسد وهذا هو الا صح هكذا في التبيين.اھ. ملخصاً (فتاویٰ ہندیہ ،ج:۱،ص:۱۰۱۔۱۰۲،الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها) **اور ایسا ہی بہار شریعت ،ج:۱،ح:۲،ص،۶۰۹، مفسدات** نماز کے بیان میں ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [۹/ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ/ ۱۳/نومبر ۲۰۲۱ء]

(۲۸) کیا عورتیں با جماعت نماز پڑھ سکتی ہیں؟

مسئلہ: عورتوں کی جماعت کا کیا حکم ہے؟ مردوں کے ساتھ شامل رہیں تو کیا حکم ہے؟ اور تنہا عورتیں اپنی جماعت کریں تو کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ وہ نماز تراویح ہی کیوں نہ ہو البتہ صرف نماز جنازہ میں عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں ہے۔ عورتیں اگر اپنی جماعت کریں تو چاہئے کہ عورتوں کی جو امام ہو وہ درمیان صف میں کھڑی ہو اور اگر صف سے آگے بڑھ کر مرد امام کی طرح کھڑی ہوگی تو گنہ گار ہوگی۔ عورتوں کا تنہا نماز پڑھنا ہی افضل ہے اسی طرح عورتوں کا مردوں کی جماعت میں شامل ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ جمعہ ہو یا عیدین ہو، خواہ عورت نوجوان ہو یا بوڑھی، رات ہو یا دن، فساد زمانہ کی وجہ سے مطلقاً مکروہ ہے۔ ہاں! اگر وہ عورتیں مرد امام کی نسبی محارم مثلاً ماں، بہن یا بیوی ہوں تو جماعت درست ہے نماز ہو جائے گی مکروہ نہیں ہوگی۔

در مختار میں ہے: و يكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح في غير صلاة الجنازة لأنها لم تشرع مكررة فلو انفردن تفوتهن بفراغ احداهن

...فإن فعلن تقف الامام وسطهن فلو قدمت أثمت إلا الخنثى فيتقد مهن كا العراة فيتوسطهم إمامهم .ويكره جماعتهم تحريماً فتح. ويكره حضورهن الجماعة ولولجمعة وعيد و وعظ مطلقاًولوعجوزاً ليلاًعلى المذهب المفتى به لفساد الزمان واستثنى الكمال بحثاً العجائز المتفانية كما تكره امامة الرجل لهن فى بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أوزوجته أو أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكرأو أمهن فى المسجد لا يكره.اھ ملخصاً.(ج:۲،ص:۳۰۵تا۳۰۷،کتاب الصلاۃ،باب الامامۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:و يكره امامة المرأة للنساء فى الصلوات كلها من الفرائض والنوافل الا فى صلاة الجنازة هكذا فى النهاية فان فعلن وقفت الامام وسطهن و بقيا مها وسطهن لاتزول الكراهة وان تقدمت عليهن امامهن لم تفسد صلاتها هكذا فى الجوهرة النيرة ،وصلاتهن فرادى افضل هكذا فى الخلاصة.(ج:۱ص:۸۵،الباب الخامس فی الامامۃ)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

[۱۴؍نومبر۲۰۲۱ء/ ۸/ربیع الآخر۱۴۴۳ھ]

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

(۲۹)امام کے ساتھ مسبوق نے بھی سلام پھیر دیا

مسئلہ: امام کو سجدہ سہو کرنا تھا امام نے اس کے لیے سلام پھیرا،اور اسی کے ساتھ مسبوق نے بھی سلام پھیر دیا تو مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: مسبوق کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ سجدے میں امام کی متابعت کرے

اور سلام میں امام کی پیروی نہ کرے کیوں کہ مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اگر سلام پھیرنا امام کے ساتھ ساتھ بلا وقفہ تھا اس صورت میں مسبوق پر سجدہ سہو نہیں ہے اور اگر سلام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو فوراً کھڑا ہو جائے اور باقی ماندہ نماز پوری کرکے اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

در مختار میں ہے: والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الإقتداء أو بعده ثم يقضي ما فاته ولو سها فيه سجد ثانياً" اھ. اور " قوله والمسبوق يسجد مع امامه" کے تحت ردالمحتار میں ہے" قيد بالسجود لأنه لا يتابعه فى السلام ،بل يسجد معه و يتشهد ، فاذا سلم الامام قام إلى القضاء، فان سلم: فان كان عامداً فسدت ،وإلا لا ؛ولا سجود عليه إن سلم سهوا قبل الامام أو معه ؛وإن سلم بعد لزمه لكونه منفرداً حينئذ .بحر .واراد بالمعية المقارنة، وهو نادر الوقوع كما فى شرح المنية. و فيه: و لو سلم على ظن أن عليه أن يسلم فهو سلام عمد يمنع البناء. (ج:۲،ص:۵۴۷،۵۴۶،کتاب الصلاۃ،باب سجود السہو)

اور ایسا ہی بہار شریعت، ج:۳،ص:۷۱۴، سجدہ سہو کے بیان میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۴؍ نومبر ۲۰۲۱ء/ ۸؍ ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ]

(۳۰) مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کب کھڑا ہو گا؟

مسئلہ: مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کب کھڑا ہو گا؟ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد؟ یا ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: مسبوق کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ امام کے ایک طرف سلام پھیر نے کے فوراً بعد کھڑا نہ ہوجائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے جس سے یہ ظاہر ہوجائے کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو نہیں ہے۔ اور جب امام دوسرا سلام پھیر دے تب مسبوق اپنی بقیہ نماز کی تکمیل کے لیے کھڑا ہو۔ البتہ امام کے ایک طرف سلام پھیر نے کے بعد بھی کھڑا ہوسکتا ہے اس لیے کہ مسبوق اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد ہی کھڑا ہوگیا تو بھی اس کی نماز ہوجائے گی۔ ہاں! اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ہی کھڑا ہوا تو اگر یہ بلا عذر ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور کسی عذر کی بنیاد پر ہے تو کراہت بھی نہیں ہے۔

در مختار میں ہے: لو قام إلى قضاء ماسبق به وعلى الإمام سجدتا سهو ولو قبل إقتدائه فعليه أن يعود و ينبغى أن يصبر حتى يفهم أنه لاسهو على الإمام ،ولو قام قبل السلام هل يعتد بأدائه ، إن قبل قعود الإمام قدر التشهد لا،وإن بعده نعم .وكره تحريماًإلا لعذر :كخوف حدث، وخروج وقت فجر وجمعة وعيد ومعذور ،وتمام مدة مسح،ومرور مار بين يديه. (ج:۲،ص:۳۴۸۔۳۴۵،کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ) اور ایسا ہی بہار شریعت، ج:۱، ح:۳، ص، ۵۹۰، میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۲/ دسمبر ۲۰۲۱ء]

(۳۱) ایک رکعت میں دو بار سورہ فاتحہ پڑھ لینے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: امام نے کسی رکعت میں دو بار سورہ فاتحہ پڑھ لیا سہواً یا عمداً دونوں صورتوں میں اس کا کیا حکم ہوگا؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: سہواً اور عمداً دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ عمداً میں اس لیے کہ امام نے ایسا عمل دوبار کیا جو کہ نماز میں مکرر مشروع نہ تھا اس لیے تکرار واجب کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور سہواً کی صورت میں اس لیے کہ سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے بعد کسی سورت کو ملانا واجب تھا اور سہو کی وجہ سے اس واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی اور واجب کی ادا میں تاخیر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تأخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشئي واحد وهو ترك الواجب كذا في الكافي. اهـ. (ج:۱، ص:۱۲۶، الباب الثانی عشر فی سجود السہو)

ہدایہ میں ہے: وإذاكان واجبا لايجب الا بترك واجب أو تأخير ركن ساهياًهذا هو الاصل وانما وجبت بالزيادة لأنها لاتعرى عن تاخير ركن أو ترك واجب. اهـ. (ہدایہ، ج:۱، ص:۱۳۷، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو)

فتح القدیر میں ہے: والتحقيق اندراج الكل في مسمى ترك الواجب لأن عدم التأخير واجب، فالتاخير ترك واجب. اهـ. (ج:۱ ص:۵۱۹، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو)

اور ایسا ہی بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۱۴، میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۲۰/ دسمبر ۲۰۲۱ء]

(۳۲) مسبوق باقی ماندہ نمازوں کی ادائیگی کیسے کرے؟

مسئلہ: مسبوق کا باقی ماندہ نمازوں کی ادائیگی میں کیا طریقہ ہوگا؟ اس سے کوئی واجب چھوٹ گیا تو کیا کرے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: مسبوق کے باقی ماندہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوکر پہلے ،ثناء ،تعوذ ،پھر سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع کرے ۔اگر ایک رکعت رہ گئی ہوتو دونوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھی پڑھے گا اور اگر تین رکعتیں رہ گئی ہوں تو دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ بھی پڑھے گا جب کہ تیسری میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے گا۔ مسبوق جب امام کی نماز مکمل ہونے کے بعد کھڑا ہوگا تو اس وقت اس کا حکم منفرد کا ہوگا یعنی قراءت بھی کریگا اور واجب سہواً چھوٹنے پر سجدہ سہو بھی اس پر واجب ہوگا۔

در مختار میں ہے: والمسبوق من سبقه الامام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثنى و يتعوذ و يقرأ،وإن قرأمع الإمام لعدم الاعتداد بها لكراهتها .مفتاح السعادة فيما يقضيه أى بعد متابعته لإمامه ،فلو قبلها فالأظهر الفساد. (در مختار،ج:۲،ص:۳۴۶،کتاب الصلاۃ،باب الإمامۃ)

اور سجدہ سہو کے متعلق رد المحتار میں ہے: وإن سلم بعد لزمه لكونه منفرداً حينئذٍ. (ردالمحتار،ج:۲،ص:۵۴۷،باب سجود السہو)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

أنه إذا أدرك الامام فى القراءة فى الركعة التى يجهر فيها لايأتى بالثناء كذافى الخلاصة ،هو الصحيح كذافى التجنيس وهو الاصح هكذا فى الوجيز الكردرى سواء كان قريباًأو بعيداًأو لا يسمع لصممه هكذافى الخلاصة ،فإذا قام إلى قضاء ماسبق يأتى بالثناء و يتعوذ للقراءة كذا فى فتاوىٰ قاضيخان و الخلاصة والظهيرية. (فتاویٰ ہندیہ،ج:۱،ص:۹۰،کتاب الصلاۃ)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی

[۲۱/ نومبر ۲۰۲۱ء/۱۵/ ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ]

۴ کتاب الصوم

(۳۳)روزہ کی تعریف اور سنت ونوافل روزے سال میں کتنے ہیں؟

مسئلہ: روزہ کی تعریف کرتے ہوئے بتائیے کہ پورے سال میں سنت اور نوافل روزے کون سے ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الجواب: روزہ کی تعریف۔عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے بازرکھنے کا نام روزہ ہے۔اور پورے سال میں عاشورہ یعنی دسویں محرم اور اس کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے۔اور ہر مہینے میں تیرہویں، چودہویں، پندرہویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ ،شش عید کے روزے، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار، پندرہویں شعبان کا روزہ اور ستائیسویں رجب کا روزہ رکھنا نفل ہے۔جیساکہ قرآن مجید میں ہے: وَكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الۡخَيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيۡلِ۔(پ: ۲:البقرہ:۱۸۷)

درمختار میں ہے: ونفل كغيرهما ،يعم السنة كصوم عاشوراءمع التاسع . والمندوب كأيام البيض من كل شهر .و يوم الجمعة ولو منفردا وعرفة ولو لحاج لم يضعفه .اھ . (درمختار،کتاب الصوم،ج،۳:ص،۳۳۵۔۳۳۶)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: فهو عبارةعن ترك الاكل والشرب والجماع من الصبح الى غروب الشمس بنية التقرب من الاهل . (ج:۱،ص:۱۹۴)

نورالایضاح میں ہے: وأما المسنون فهو صوم عاشوراء مع التاسع. و أما المندوب فهو صوم ثلاثة من كل شهر ،و يندب كونها الأيام البيض، وصوم يوم الاثنين والخميس ،وصوم ست من شوال.اھ.

(نور الایضاح. فصل فی صفة الصوم و تقسیمه،ج:۱،ص:۲۰۰)

نیز بارہ ربیع الاول کے دن روزہ رکھنا بھی نفل ہے یہ رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے ہاں !اگر کوئی مسلمان خاص اس دن رسول پاک ﷺ کی ولادت کی مناسبت سے روزہ رکھے تو شرعًا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔

مسلم شرف میں ہے: عن ابی قتادة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنین قال ذاك یوم ولدت فيه و یوم بعثت او انزل علی فيه.اھ. (صحیح مسلم شریف۔ج:۱،ص:۳۶۸)

لیکن اگر کوئی مسلمان اس دن روزہ نہ رکھے تو اسے لعنت وملامت کرنا یا گستاخ رسول قرار دینا سخت گناہ ہے اس سے احتراز لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: صابر العلی مصباحی متعلم جامعہ

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۳۰/ اگست ۲۰۲۲ء/۱/ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ]

(۳۴)روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

مسئلہ: روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔اگر کسی نے روزہ کی حالت میں خون نکلوایا چیک اپ کے لیے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: قصداً کھانے پینے جماع کرنے اور اس کے ملحقات سے روزہ ٹوٹ

جاتا ہے نیز ہر وہ دوا اور غذا جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ یا پیٹ یا کسی عضو باطن میں پہنچے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزے کی حالت میں چیک اپ کے لیے خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور ایسا کرنا جائز ہے اس میں کوئی کراہت بھی نہیں جبکہ معمولی خون نکالا جائے جس سے ضعف کا کوئی اندیشہ نہ ہو ہاں! اگر اتنا خون نکلوایا جس سے ضعف کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں مکروہ وممنوع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: إذا اکل الصائم او شرب او جامع ناسیالم یفطر .اھ .(ج:۱،ص:۲۰۲،کتاب الصوم،الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد)

اسی میں ہے:واذا قبل امرئته وأنزل فسد صومه من غير كفارة كذافی المحيط...ولومس المرأة ولأی ثيابها فأمنى فان وجد حرارة جلدها فسد والا فلا كذافی معراج الدراية.اھ .ملخصاً.

(فتاویٰ عالمگیری،ج:۱،ص:۲۰۴،کتاب الصوم،الباب الرابع)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر.

(فتاویٰ ہندیہ،ج:۱،ص:۲۰۳)

ردالمحتار میں ہے: الذی ذكره المحققون ان معنى المفطر وصول مافيه صلاح البدن الى الجوف اعم من كونه غذا او دواء.

(ردالمحتار،ج:۳،ص:۳۸۶،کتاب الصوم،باب مایفسد الصوم ومالا یفسد)

لابأس بالحجامة ان امن على نفسه الضعف اما اذا خاف فانه يكره ينبغی له ان يوخر الى وقت الغروب وذكر شيخ الاسلام شرط الكراهة ضعف يحتاج فيه الى الفطر والفصد نظير الحجامة.اھ .

(فتاویٰ ہندیہ،ج:۱ص:۱۹۹۔۲۰۰،کتاب الصوم،الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ)

رد المحتار میں ہے: كذا لا تكره حجامة ای الحجامة التی لا تضعفه

عن الصوم ينبغی له ان يؤخرها الی وقت الغروب والفصد كالحجامة وذكر شيخ الاسلام ان شرط الكراهة ضعف يحتاج فيه الی الفطر .اھ .

(ردالمحتار، ج:۳، ص:۳۹۹، کتاب الصوم)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: فصد سے روزہ نہ جائے گا ہاں !ضعف کے خیال سے بچے تو مناسب۔ (مترجم: ج:۱۰، ص:۴۸۷، کتاب الصوم مفسدات صوم) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ارشد القادری خان متعلم جامعہ

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۵/ جولائی ۲۰۲۲ء]

(۳۵) حالت روزہ میں مریض کو پانی چڑھانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں

مسئلہ: زید روزے کی حالت میں بیمار پڑ گیا ہاسپٹل لے کر گئے تو ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ زید کو ابھی پانی چڑھانا پڑے گا آپ یہ بتائیں کہ حالت روزہ میں پانی چڑھانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں ؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: روزے کی حالت میں کسی وجہ سے یا بلاوجہ کسی نے پانی چڑھایا، چڑھوایا تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا کیوں کہ اصل قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ کھانے، پینے اور جماع کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا یا غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچے۔ لہٰذا مسام یا رگ کے ذریعہ کوئی چیز داخل بدن ہو تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وما يدخل من مسام البدن من الدهن لايفطر هكذا فی شرح المجمع .(باب الرابع ، ج:۱، ص:۲۰۳)

ردالمحتار میں ہے: قال فی النهر لان الموجود فی حلقه اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ للا تفاق

على ان من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لا یفطر. اھ.
(رد المحتار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، ج:۳، ص:۳٦۷)

فتح القدیر میں ہے: قوله: ولو اكتحل لم یفطر ،سواء وجد طعمه فی حلقه أو لا لان الموجود فی حلقه اثره داخلا من المسام والمفطر الداخل من المنافذ لا من المسام الذی هو خلل البدن الاتفاق فیمن شرع فی الماء یجد برده فی بطنه ولا یفطر. (کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ۔ ج:۲، ص:۳۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ: غلام صابر، متعلم جامعہ

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی — [۱۳/ نومبر ۲۰۲۲ء/۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ]

۵ کتاب الزکاۃ

---

(۳۶) کسی شخص پر زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

مسئلہ: زکوٰۃ کی فرضیت کسی شخص پر کب ہوتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جو شخص مسلمان، عاقل و بالغ آزاد، مالک نصاب ہو یعنی حاجت اصلیہ سے بقدر نصاب مال زائد رکھتا ہو اور اس مال پر پورا سال گزر جائے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ در مختار میں ہے: وشرط افتراضها :عقل و بلوغ واسلام وحرية والعلم به ولوحكماً ككونه فى دارنا ،وسببه أى سبب افتراضها ملك نصاب حولى نسبة للحول لحولانه عليه تام بالرفع صفة ملك خرج مال المكاتب.اه .(در مختار، ج:۳، ص:۱۸۳، کتاب الزکاۃ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: وأماشروط وجوبها فمنها الحرية حتى لاتجب الزكاة على العبد...ومنها الإسلام حتى لاتجب على الكافر كذا فى البدائع ...ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة علىٰ صبي ومجنون اذا وجد منه الجنون فى السنة كلها هكذافى الجوهرة النيرة ...ومنها كون المال نصاباًفلا تجب فى أقل منه هكذا فى العينى شرح الكنز.(ج:۱، ص:۱۷۱، کتاب الزکاۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی، متعلم جامعہ

الجواب صحیح: مفتی عابد رضا برکاتی مصباحی [۲۶؍ دسمبر ۲۰۲۱ء]

(۳۷) عورت اپنے زیور کی زکوٰۃ کیسے نکالے گی؟

مسئلہ: عورت کے پاس سونا یا چاندی ہیرا موتی سب کچھ ہے کس کی کتنی مقدار ہونے سے زکوۃ واجب ہوگی؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: ہیرے اور موتی پر زکوۃ نہیں ہے اگر چہ وہ ہزاروں کے ہوں ہاں! اگر عورت ہیرے اور موتی تجارت کی نیت سے لے تو پھر وہ سامان تجارت ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رائج روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے۔ در مختار میں ہے: لا زكاة في اللآلي والجواهر إلا ان تكون للتجارة، نصاب الذهب عشرون مثقالاً والفضة مائتا درهم كل عشرة دارهم وزن سبعة مثقال .اھ .ملخصاً (در مختار، ج:۳، ص:۱۹۴، کتاب الزکاۃ)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

[۸/ جنوری ۲۰۲۱ء]

(۳۸) کیا زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں کوئی فرق ہے؟

مسئلہ: زکوۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: زکوۃ اور صدقہ فطر دونوں کا نصاب تو ایک ہی ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہونا یا اس کی قیمت کا مالک ہونا اور ملکیت نصاب کا حوائج اصلیہ سے زائد ہونا البتہ دونوں کے نصاب میں حسب ذیل فرق ہے:

(۱) وجوب زکوۃ کے لیے صاحب نصاب کا عاقل، بالغ ہونا ضروری ہے۔ لیکن

صدقہ فطر میں ایسا نہیں ہے ۔ لہٰذا مجنون اور نابالغ کے اولیاء پر ضروری ہے کہ ان کے مال سے ان کا صدقہ فطر نکالیں ۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو بعد افاقۂ جنون یا بعد بلوغ ان دونوں کو صدقہ فطر نکالنا ہوگا۔

(۲)ادائیگی زکوۃ کے لیے مال نصاب پر پورا سال گزرنا ضروری ہے۔اور مال کا نامی (بڑھنے والا)ہونا بھی ضروری ہے ۔جب کہ صدقہ فطر کے لیے نصاب پر نہ سال کا گزرنا ضروری ہے اور نہ مال کا نامی ہونا۔

(۳)وجوب زکوٰۃ کے بعد اگر مال نصاب ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے برخلاف صدہ فطر کے کیونکہ بعد ہلاک بھی وہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

(۴)اگر کسی کے پاس ایسی زمین جائداد ہو جو اس کی رہائش وغیرہ سے فاضل ہو۔اور اس کی قیمت مقدار نصاب کو پہنچتی ہو۔اور وہ زمین و جائداد بہ نیت تجارت نہ ہو۔تو اس پر زکوٰۃ نہیں مگر صدقہ فطر واجب ہے ۔تنویرالابصار ودر مختار میں ہے: شرط افتراضها عقل و بلوغ و اسلام.اھ. (در مختار،ج:۲،ص:۴،باب الزکاۃ)

رد المحتار میں ہے: تجب على كل مسلم ولو صغيرا مجنونا حتى لولم يخرج وليهما وجب الاداء بعد البلوغ و بعد الافاقة فى المجنون.

(ردالمحتار و شامی،ج:۲،ص:۷۱،باب صدقۃ الفطر)

اور شرح وقایہ میں ہے: تجب على حر مسلم له نصاب الزكوٰة وان لن ينم وقد ذكرنا فى اول كتاب الزكوٰة النماء بالحول مع ثمنية او السوم او نيت التجارة فمن كان له نصاب الزكوٰة او نصاب فاضل عن حاجته الاصلية فان كان من احد الثمنين اوالسوائم او مال تجارة تجب عليه الصدقة وان لم يحل عليه الحول وان كان من غير هٰذه الاموال كدار لايكون للسكنى ولا للتجارة وقيمتها بلغ النصاب تجب بها صدقة

الفطر مع انه لا تجب بها الزکوٰۃ .(شرح الوقایہ،ج:۱،ص:۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی سربراہ جامعہ ہذا۔ **کتبہ:** محمد اشرف رضا

(۳۹) زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی تو کیا زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم مالک نصاب نے رکھی تھی وہ چوری ہوگئی یا کسی شخص نے اپنے استعمال میں لگا دیا۔ اس شخص کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں ؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: زکوٰۃ کی رقم مالک نصاب نے رکھی تھی اور وہ چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو اس کی وجہ سے مالک نصاب زکوٰۃ سے بری الذمہ نہ ہوگا یوں ہی زکوۃ کی رقم صرف علیحدہ کرنے سے مالک نصاب بری الذمہ نہ ہوگا جب تک کہ مستحقین زکوۃ کو اس کا مالک نہ کرے اسی طرح اگر مالک نصاب نے کسی شخص کو وکیل بنایا کہ وہ مال زکوۃ کسی فقیر کے حوالے کر دے، لیکن اس نے وہ رقم اپنے استعمال میں لگا لیا تو اس صورت میں بھی مالک نصاب بری الذمہ نہ ہوگا بلکہ اس وکیل پر تاوان لازم ہوگا۔

رد المحتار میں ہے: قوله: ولو تصدق ای الوکیل بدفع الزکاة اذا امسك دراهم الموکل ودعف من ماله لیرجع ببدلها فی دراهم الموکل صح، بخلاف ماذاانفقها اولا علی نفسه مثلا ثم دفع من ماله فهو متبرع، اھ. قوله: ولا یخرج عن العهدة بالعزل فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکاة ولو مات کانت میراثا عنه، بخلاف ماذا ضاعت فی ید الساعی لان یده کید الفقراء. بحر عن المحیط، اھ. (ج:۳،ص:۱۸۸ کتاب الزکاۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبد الواحد حسین

الجواب صحیح: عابد رضا برکاتی مصباحی [۲۹/ جنوری ۲۰۲۲ء/ ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ]

(۴۰) فلیٹ یا مکان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

مسئلہ: زید نے تین فلیٹ خریدے، اس کا ارادہ یہ تھا کہ ایک فلیٹ میں سکونت اختیار کرونگا اور بقیہ دو فلیٹ کی قیمت جب بڑھ جائے گی تو ان کو بیچ کر کاروبار میں پیسہ لگاؤنگا ایسی صورت میں یہ بتائیں کہ کس فلیٹ کی زکوۃ دینی ہوگی اور کس کی نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: زید نے جو فلیٹ رہنے کے لیے خریدا ہے اس میں زکوۃ نہیں ہے اس لیے کہ وہ حاجت اصلیہ میں شامل ہے۔ رہے باقی دو فلیٹ جو بغرض تجارت خریدا ہے اگر وہ بقدر نصاب ہے جب کہ اس کے پاس یہی فلیٹ ہوں۔ تو ان میں حولان حول ہونے کی صورت میں زکوۃ واجب ہے اس لیے کہ یہ دونوں فلیٹ حاجت اصلیہ سے زائد ہیں۔

در مختار میں ہے: وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه. اور اسی میں دوسری جگہ ہے. أي والحال أن نصاب المال في ملكه التام. (در مختار، کتاب الزکاۃ، ج:۳، ص:۱۸۶)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب. اھ (ج:۱، ص:۱۷۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: زکوۃ صرف تین چیزون پر ہے۔ (۱) سونا چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے ہوں یا برتنے کے یا رکھنے کے۔ سکہ ہو یا ورق (۲) دوسری چرائی پر چھوٹے جانور (۳) تیسرے تجارت کا مال باقی کسی چیز پر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ:** صابر العلی مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی — [۲۴ر جولائی ۲۰۲۲ء/۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ]

۶ کتاب النکاح

(۴۱) اہل کتاب کون ہیں اور ان سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: اہل کتاب (کتابیہ) کون ہیں اور ان سے نکاح کا کیا حکم ہے؟ خصوصًا اس زمانے میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاری سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: جن پیغمبروں پر اللہ تعالی نے آسمانی کتابیں نازل فرمائی ہیں، ان پیغمبروں کے ماننے والوں اور ان نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانے والوں کو اہل کتاب کہتے ہیں۔ رد المحتار میں ہے: ان من اعتقددینا سماو یا وله كتاب منزل كصحف ابراهيم و شيث و زبور داود فهو من اهل الكتاب. (ج:۴، ص:۱۳۴، کتاب النکاح)

کتابیہ سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ وہ اپنے مذہب نصرانیت یا یہودیت پر قائم ہو، لیکن کتابیہ سے نکاح کرنے میں بہت ساری خرابیاں ہیں اکثر اس زمانے میں نکاح کرنے سے گھر کے ماحول پراگندہ ہونے کا قوی اندیشہ ہے لہذا نکاح کرنے سے احتراز لازم ہے۔ رد المحتار میں ہے: ويجوز تزوج الكتابيات، والأولى أن لا يفعل و تكره الكتابية الحربية اجماعا. اھ (رد المحتار، ج:۴، ص:۱۳۴، کتاب النکاح) واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۱۹ر جولائی ۲۰۲۲ء]

(۴۲) کیا غیر سید سیدہ لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟

مسئلہ: سیدہ لڑکی کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: غیر سید لڑکا سیدہ لڑکی کے لیے کفو نہیں ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:
سادات کرام کی صاحبزادیاں کسی مغل پٹھان یا غیر قریشی شیخ مثلا انصاری کو بھی نہیں پہنچتی جب تک کہ وہ عالم دین نہ ہوں اگرچہ یہ قومیں شریف گنی جاتی ہیں مگر سادات کا شرف اعظم و اعلی ہے اور غیر قریش قریش کا کفو نہیں ہو سکتا۔ (مترجم: ج:۱۱، ص:۷۱۶، کتاب النکاح)

تو جب غیر سید لڑکا سیدہ لڑکی کے لیے کفو نہیں ہے تو اب اگر سیدہ عاقلہ بالغہ لڑکی نے والدین کی رضامندی کے بغیر غیر سید لڑکا سے اپنا نکاح کر لیا تو نکاح ہو جائے گا مگر والدین کو اعتراض کا حق حاصل ہو گا۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كفء صح النكاح فى ظاهر الرواية ولكن للأولياء حق الاعتراض. (ج:۱، ص:۲۹۲، کتاب النکاح) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۴/ جولائی ۲۰۲۲ء]

(۴۳) نکاح پڑھاتے وقت لڑکی کا غلط نام لے لیا، کیا نکاح ہو گا؟

مسئلہ: شوہر کے سامنے وکیل نے ایجاب کیا لیکن منکوحہ کا نام لینے میں غلطی کر گیا مثلا ہندہ بنت زید کے بجائے سکینہ بنت زید کہہ دیا نکاح صحیح ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: دلہن کا نام لینے میں اگر وکیل نے غلطی کر دی مثلا ہندہ بنت زید کے بجائے سکینہ بنت زید کہہ دیا اور ایجاب کے بعد دولہا نے قبول بھی کر لیا تو سکینہ بنت زید کے ساتھ نکاح ہو جائے گا لیکن یہ نکاح نکاح فضولی ہو گا جو کہ لڑکی یعنی سکینہ بنت زید کی اجازت

پر موقوف ہو گا کیوں کہ وکیل نے سکینہ بنت زید کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھایا ہے۔ در مختار میں ہے: و لوله بنتان أراد تزو يج الكبرى فغلط فسماها باسم الصغرى صح للصغرى.اھ (در مختار، ج:۴، ص:۹۷، کتاب النکاح)

فتاوی ہندیہ میں ہے: لو كان لرجل بنتان كبرى اسمها عائشة و صغرى اسمها فاطمة واراد أن يزوج الكبرى وعقد باسم فاطمة ينعقد على الصغرى.اھ (فتاوی ہندیہ، ج:۱، ص:۲۷۰، کتاب النکاح)

اور ایسا ہی بہار شریعت جلد دوم صفحہ ۱۶/ نکاح کے بیان میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۵/ جولائی ۲۰۲۲ء]

(۴۴) لڑکی نے ماں باپ کی اجازت کے بغیر کسی لڑکے سے شادی کر لی تو کیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟

مسئلہ: ایک لڑکی نے گھر سے بھاگ کر ماں باپ کی رضا مندی کے بغیر اپنے کسی دوست سے نکاح کر لیا شرعًا اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: اگر وہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اس نے ماں باپ کی رضا مندی کے بغیر خود اپنا نکاح کفو میں مہر مثل پر کیا ہے تو شرعًا ایسا نکاح منعقد ہو جائے گا اور لڑکی کے والدین یا اولیا کو اعتراض کا حق بھی حاصل نہیں ہو گا۔ اور اگر غیر کفو میں اس نے اپنا نکاح کیا ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن اس کے والدین کو اختیار ہو گا کہ وہ قاضی سے رجوع کر کے اس کا نکاح فسخ کرا دیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير

كفء صح النكاح فى ظاهر الرواية عن أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ وهو قول ابى يوسف رحمه الله تعالىٰ آخراًوقول محمد رحمه الله تعالىٰ آخراً ايضاًحتى ان قبل التفريق يثبت فيه حكم الطلاق والظهار والإيلا والتوارث وغير ذالك ولكن للأوليا حق الاعتراض ...

وفى البزازية ذكر برهان الائمة أن الفتوى فى جواز النكاح بكراًكانت أوثيباًعلىٰ قول الامام الاعظم وهذا إذا كان لها ولى فان لم يكن صح النكاح اتفاقاً كذا فى النهر الفائق .ولايكون التفريق بذالك الا عند القاضى أما بدون فسخ القاضى فلا ينفسخ النكاح بينهما. اهـ . ملخصاً.

(فتاویٰ ہندیہ،ج:۱،ص:۲۹۲)

اور ایساہی بہار شریعت ج:۲،ح:۷،ص:۴۷۔۴۸کتاب النکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضامصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

(۴۵)زیدنے اپنی بیوی کے بہن(سالی) کے ساتھ زناکرلیااس کانکاح باقی ہے یانہیں؟

مسئلہ: زید نے ہندہ سے نکاح کیا پھر ان کی بہن کے ساتھ زنا کرلیا ایسی صورت میں زید کے لیے کیاحکم ہے اور ہندہ کے ساتھ اس کے نکاح کاکیاحکم ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنا حرام ہے اور زنا توہر حال میں حرام ہے اگر زیدنے اپنی سالی سے زناکرلیاتوفوراًسچے دل سے توبہ واستغفار کرے البتہ

زیداور ہندہ کے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: بموجودگی زوجہ سالی سے نکاح حرام ہے اور اس پر فرض ہے کہ اسے ہاتھ نہ لگائے اور فوراً چھوڑ دے اور زنا تو ہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ نہ آیت کا یہ مطلب ہے نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے جماع حرام ہو۔ در مختار میں ہے: فی الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته .اھ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۳۱۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۴/ جولائی ۲۰۲۲ء/۱۳/ ذیقعدہ ۱۴۴۳]

(۴۶) نکاح متعہ کی تعریف اور اس کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ: متعہ کیا ہے اور شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے بتائیے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: متعہ یہ ہے کہ کوئی شخص فائدہ اٹھانے کے لیے کسی عورت سے کچھ معین وقت کے لیے کچھ مال کے عوض نکاح کرے، خواہ مدت معلوم ہو یا مجہول۔

ردالمحتار میں ہے: المراد بالمتعة أن يتزوج الرجل المرأة مدة من الزمن سواء أكانت المدة معلومة أو مجهولة لانتفاعها بما يعطيها وانتفاعه بقضاء شهوته .اھ ملخصاً (ردالمحتار، ج:۴، ص:۱۴۵، کتاب النکاح)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وهو أن يقول لأمرأة أتمتع بك كذا مدة عشرة أيام مثلا أو يقول اياما أو متعيني نفسك أياما أوعشرة أيام اولم يذكر ايام بكذا من المال .اھ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۸۳، کتاب النکاح)

شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ متعہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کرتے تھے شروع اسلام میں

اس کے بارے میں کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا،اس لیے اسلام کے ابتدائی دور میں متعہ کی اجازت تھی پھر سات ہجری میں خیبر کی لڑائی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے: عن ابن عباس قال انما كانت المتعة فى اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر مايرى انه يقيم فتحفظ له متاعه وتصلح له شيه حتى اذانزلت الاية الاّ علىٰ ازواجهم اوماملكت ايمانهم قال ابن عباس فكل فرج سواهما فهو حرام رواه الترمذى. (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۷۳، کتاب النکاح، باب المحرّمات)

مسلم شریف میں ہے: روى عن على رضى الله عنه ،أن رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعن أكل لحوم الحمر الانسيّة.

(مسلم شریف، ج:۱، ص:۴۵۲، کتاب النکاح، مجلس برکات)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴿۵﴾اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ﴿۶﴾فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴿۷﴾ (پ:۱۸، مومنون:۶) (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۲۳۶، برکات رضا) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [۱۲/ ذیقعدہ ۱۴۴۳]

(۴۷) نکاح میں کفو یعنی برابری کا مطلب کیا ہے؟

مسئلہ: باب نکاح میں کفائت کا کیا معنیٰ ہے اور اس سلسلہ میں کن چیزوں کا اعتبار ہے اور کن چیزوں کا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: باب نکاح میں کفو کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت سے حسب ونسب اور پیشہ وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح کرنے کی صورت میں عورت کے اولیا کو اور اس کے گھر والوں کو بے عزتی اور رسوائی محسوس ہو کفائت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگر چہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ در مختار میں ہے: المراد هنا مساواة مخصوصة أو كون المرأة أدنى الكفاءة معتبرة من جانب الرجل. اه ملخصاً. (در مختار، ج:۴، ص:۲۰۶، کتاب النکاح)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: الكفاءة معتبرة فی الرجال للنساء للزوم النكاح و لا تعتبر فی جانب النساء للرجال. (ج:۱، ص:۲۹۰، کتاب النکاح)

کفائت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے نسب، اسلام، حرفہ، حریت، دیانت، مال۔ ردالمحتار میں ہے: "ان الكفاءة فی النكاح تكون فی ست لها بيت بديع قد ضبط نسب و اسلام كذٰلك حرفة: حرية و ديانة مال فقط.

(ردالمحتار، ج:۴، ص:۲۰۹، کتاب النکاح)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: الكفاءة تعتبر فی أشياء منها النسب، ومنها اسلام الأباء، ومنها الحرية، ومنها الكفاءة فی المال، ومنها الديانة، ومنها الحرفة. اھ. ملخصاً (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۹۱۔۲۹۲، کتاب النکاح)

کفائت میں حسن وجمال، شہری دیہاتی ہونے اور امراض عیوب کا اعتبار نہیں۔ در مختار میں ہے: القروی كفء للمدني فلا عبرة بالبلد كما لا عبرة بالجمال، و لا بالعقل و لا بعيوب يفسخ بها البيع. (ج:۴، ص:۲۲۰،۲۱۹، کتاب النکاح)

بہار شریعت میں ہے: کفو کے یہ معنیٰ ہیں کہ مرد، عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعث ننگ وعار ہو، کفائت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے: نسب، اسلام، حرفہ، حریت، دیانت، مال، اھ۔ (بہار شریعت، ج:۲، ص: ۵۳، باب کفو)

واللہ تعالیٰ اعلم **کتبہ:** فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی [۲۷؍ جون ۲۰۲۲ء/۲۶؍ ذیقعدہ ۱۴۴۳]

(۴۸) کیا غیر عالم عالمہ لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟

مسئلہ: عالمہ لڑکی کا نکاح غیر عالم سے کرنا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: غیر عالم لڑکا عالمہ لڑکی کے لیے کفو نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُلۡ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ (زمر: ۹، پ:۲۳)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ہاں! جب عجمی عالم دین دار عامل ہو، کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے۔ اھ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۷۱۲، برکات رضا)

تو جب غیر عالم لڑکا عالمہ لڑکی کے لیے کفو نہیں تو ایسی صورت میں اگر عالمہ بے اذن ولی غیر عالم سے شادی کرے گی تو نکاح ہو جائے گا، البتہ عالمہ کے ولی کو حق اعتراض حاصل ہوگا، اور اگر عالمہ کے ولی کی رضامندی سے غیر عالم سے نکاح ہوا تو نکاح صحیح و درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفء صح النكاح فى ظاهر الرواية ولكن للاولياء حق الاعتراض. اھ. ملخصاً (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۹۲، کتاب النکاح)

ہدایہ اولین میں ہے: ثم فی ظاهر الرواية لا فرق بين الكفو وغير الكفو ،لكن للولی الاعتراض فی غير الكفو .اھ.

(ہدایہ اولین، ص:۲۹۴، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، مجلس برکات) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲/ جولائی ۲۰۲۲ء/۲/ ذی الحجہ ۱۴۴۳]

(۴۹) مہر کے ذکر کیے بغیر نکاح ہوگا یا نہیں

مسئلہ: نکاح میں مہر ذکر ہی نہیں کیا؟ نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح ہوا تو اس لڑکی کا کچھ مہر ہوگا یا نہیں، ہوگا تو کتنا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: نکاح کے وقت مہر ذکر نہ ہوا تو نکاح ہوجائے گا پھر اگر بعد عقد عاقدین نے کوئی مہر طے کرلیا یا قاضی نے مہر مقرر کردیا ہو تو اس صورت میں وہی طے شدہ مہر لازم ہوگا، اور اگر بعد نکاح آپس میں کوئی مہر طے نہ ہوا اور خلوت صحیحہ ہوگئی یا دونوں میں سے کوئی ایک مرگیا تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر قبل خلوت صحیحہ طلاق ہوگئی تو ایک جوڑا کپڑا واجب ہے جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وان تزوجها ولم يسم لها مهرا أو تزوجها على ان لا مهر لها فلها مهر مثلها ان دخل بها أو مات عنها وكذا اذا ماتت هى فان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها المتعة ولو فرض القاضى لها مهرا أو فرض الزوج بعد العقد ففى حال التأكيد كما يتأكد مهر المثل وان طلقها قبل الدخول تجب المتعة ولا يتنصف الفروض .اھ (عالمگیری، ج:۱، ص:۳۰۴، کتاب النکاح)

ہدایہ اولین میں ہے: و یصح النکاح وان لم یسم فیہ مھرا وکذااذا تزوجھا بشرط ان لا مھر لھا وان تزوجھا ولم یسم لھا مھرا اوتزوجھا علی ان لا مھر لھا فلھا مھر مثلھا ان دخل بھا اومات عنھا ولو طلقھا قبل الدخول بھا فلھا المتعہ. (ہدایہ اولین، ج:۲، ص:۳۰۳۔۳۰۴، کتاب النکاح، باب المہر)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: نکاح بے ذکر بلکہ بذکر عدم مہر بھی صحیح اور منعقد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۱۴۰، برکات رضا)

بہار شریعت میں ہے: نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوت صحیحہ ہوگئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے بشرطیکہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے۔ یوں ہی اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے، مؤکد ہو جائے گا اگر مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی، توان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے۔ (ج:۲، ص:۶۶، کتاب النکاح) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۳/ جولائی ۲۰۲۲ء/۳/ ذی الحجہ ۱۴۴۳]

(۵۰) نکاح شغار کا مطلب کیا ہے؟

مسئلہ: نکاح شغار کیا ہوتا ہے اس سلسلہ میں شریعت اسلامی کا کیا ضابطہ ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: شغار یعنی ایک شخص اپنی بہن یا لڑکی کا نکاح دوسرے سے کر دے اس شرط کے ساتھ کہ دوسرا شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور ہر ایک

کا مہر دوسرا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ ومنع ہے لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا تو نکاح منعقد ہوجائے گا اور دونوں پر مہر مثل واجب ہوجائے گا۔

ہدایہ میں ہے: واذا زوج الرجل بنته علی ان یزوجه المتزوج بنته او اخته لیکون احدا لعقدین عوضا عن الاٰخر فالعقد ان جائزان ولکل واحدة منها مهر مثلها.اھ (ہدایہ، ج:۲، کتاب النکاح، ص:۳۰۷)

در مختار میں ہے: (ووجب مهر المثل فی الشغار) هوان یزوجه بنته علی ان یزوجه الاٰخر بنته او اخته مثلا معاوضه بالعقدین وهو منهی عنه لخلوه عن المهر فأوجبنا فیه مهر المثل فلم یبق شغارا.اھ

(در مختار، ج:۴، ص:۲۳۶، کتاب النکاح باب المہر)

ردالمحتار میں ہے: نکاح الشغار وهو ان یجعل بضع کل من المرأتین مهرا للا خری فانه صح النهی عنه وقلنا یصح موجبا لمهر المثل لکل منهما فلم یلزمنا النهی .اھ (ردالمحتار، ج:۴، ص:۱۴۹، کتاب النکاح)

شریعت اسلامیہ کا ضابطہ یہ ہے کہ نکاح شغار میں عاقدین بطور مہر ملک بضعہ کو قرار دیں اور فریق ثانی نے قبول بھی کیا ہو ہاں اگر کسی نے ملک بضعہ کی قید نہیں لگائی بلکہ یہ کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے اس شرط پر کیا کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردے اور دوسرے شخص نے قبول بھی کرلیا ہو یا اس طور پر کہ میری بیٹی کا بضعہ تیری بیٹی کے لیے مہر مقرر ہوگا دوسرے نے اس شرط کو قبول نہ کیا ہو بلکہ یہ کہے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور ملک بضعہ کو مہر قرار نہ دیا ہو تو یہ نکاح شغار نہیں کہلائے گا بلکہ یہ بالاتفاق نکاح صحیح قرار پائے گا اور ان تمام صورتوں میں مہر مثل لازم ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے: ای علی ان یکون بضع کل صداقاعن الآخر وهذا القید لابدمنه فی مسمی الشغار حتی لولم یقل ذلك ولا معناه بل قال

زوجتك بنتي على ان تزوجني بنتك فقبل او على ان يكون بضع بنتي صداقا لبنتك فلم يقبل الآخر بل زوجه بنته ولم يجعلها صداقالم يكن شغارا بل نكاحا صحيحا اتفاقا ،وان وجب مهر المثلي في الكل لما انه سمى مالا يصلح صداقا.اھ (ردمحتار، ج:۴، ص:۲۳۸، کتاب النکاح، باب المہر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۶/ جون ۲۰۲۲ء/۱۹/ ذی القعدہ ۱۴۴۳]

(۵۱) کیا دولہا مہندی وہلدی لگا سکتا ہے؟

مسئلہ: شادی کے موقع سے لڑکے کو ہلدی لگانا مہندی لگانا اور دوسرے سامان زینت اختیار کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: شادی کے موقع سے لڑکے کو ہلدی لگانا جائز ہے اور رہا مہندی لگانا خواہ شادی کے موقع پر ہو یا اس کے علاوہ بہر حال دونوں صورتوں میں مرد کو مہندی لگانا جائز نہیں ہے بلکہ فقط ہاتھ یا پاؤں کے ناخنوں میں مہندی لگانا بھی ناجائز و گناہ ہے کیونکہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے اور سامان زینت مرد کو بقصد زینت استعمال کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد زینت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہار شریعت میں ہے: دولہا دلہن کو بٹنا لگانا مائیوں بٹھانا، جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں، دولہا کو مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔اھ

(بہار شریعت، ج:۲، ح:۷، ص:۱۰۵، شادی کے رسوم)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔اھ (فتاویٰ رضویہ، ج:۲۴، ص:۵۴۲)

بہار شریعت میں ہے: پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں اور سیاہ سرمہ اور کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ اھ

(بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۶، ص:۵۹۷)

عالمگیری میں ہے: لا بأس بها الاثمد للرجال باتفاق المشائخ و يكره الكحل الاسود بالاتفاق اذا قصد به الزينة واختلفوا فيما اذا لم يقصد به الزينة عامتهم على انه لا يكره كذا في جواهر الاخلاطي.اھ

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۵، ص:۳۵۹ کتاب الکراہیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۱۹/ جولائی ۲۰۲۲ء/۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۴۳]

ایصال ثواب کی گزارش

دوران مطالعہ

محترمہ حجن جہاں آرا مرحومہ صاحبہ

وجملہ اہل خاندان الحاج محمد حسین تیغی صاحب

برہمپورا، مظفر پور، کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

۷ کتاب الطلاق

(۵۲) طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

مسئله: طلاق کی کتنی قسمیں ہیں بتاتے ہوئے یہ بتائیے کہ عورت اگر مرد کو طلاق دے تو واقع ہو گی یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الجواب: طلاق کی تین قسمیں ہیں: حسن، احسن، اور بدعی۔ جس طہر میں وطی نہ کی ہو اس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدت گزر جائے، یہ احسن ہے۔ اور طلاق حسن یہ ہے کہ اپنی مدخولہ بیوی کو تین طہر میں تین طلاق دے۔ اور طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر بیوی کو ایک ہی مرتبہ میں یا ایک ہی طہر میں دو یا تین طلاق دے۔

در مختار میں ہے: (و أقسامه ثلاثة: حسن،وأحسن، و بدعی يأثم به)...(طلقه)رجعية (فقط فی طهر لا وطء فيه) وتركها حتى تمضي عدتها (أحسن)...(وطلقه لغير موطوءة ولو فی حيض ولموطوءة تفريق الثلاث فی ثلاثة أطهار لا وطء فيها ولا فی حيض قبلها ولا طلاق فيه فيمن تحيض، و) فی ثلاثة (أشهر فی) حق(غيرها)حسن و سني (والبدعی ثلاثة متفرقة) أو ثنتان بمرة أو مرتين فی طهر واحد (لا رجعة فيه، أو واحدة فی طهر وطئت فيه، أو) واحدة فی (حيض موطوءة).اھ

(در مختار: ج:۴، ص:۴۳۵، ۴۳۴، کتاب الطلاق)

عورت اگر مرد کو طلاق دے تو طلاق واقع نہ ہو گی کیوں کہ طلاق کا اختیار صرف مرد

کو ہے۔قرآن کریم میں ہے: ''بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ'' اھ (پ:۲، البقرہ:۲۳۷) ہاں!اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا مالک بنادے کہ اگر تو چاہے تو خود کو طلاق دے سکتی ہے تو اس صورت میں اگر بیوی کہے کہ میں خود کو طلاق دیتی ہوں یا مجھے طلاق ہے یہ واقع ہوجائے گی، اسے طلاق تملیک یا تفویض کہتے ہیں۔لیکن طلاق تملیک یا تفویض میں مرد کے پاس سے طلاق کا اختیار ختم نہیں ہوتا بس یہ ہوتا ہے کہ طلاق کا اختیار جو مرد کو تھا اس نے اس میں اپنی بیوی کو بھی شریک کرلیا اب زوجین میں سے جو بھی چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

در مختار میں ہے: (قال لها اختاری أو أمرك بيدك ينوی) تفو يض (الطلاق) لأنها كناية فلا يعملان بلا نية(أو طلقی نفسك فلها أن تطلق فی مجلس عملها به) مشافهة أو اخبارا(وان طال) يوما او اكثر مالم يو قته ويمضی الوقت قبل علمها (مالم تقم) لتبدل مجلسها حقيقة(أو) حكما بأن(تعمل ما يقطعه) مما يدل على الاعراض. اھ

(در مختار، ج:۴، ص:۵۵۳،۵۵۲، باب تفویض الطلاق)واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فیاض احمد مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۶/ محرم ۱۴۴۴ھ/۲۵/ اگست ۲۰۲۲ء]

(۵۳)خلع کسے کہتے ہیں

مسئلہ: خلع کسے کہتے ہیں؟ اور خلع کے بعد اگر عورت اپنے سابقہ شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: الفاظ معینہ کے ساتھ مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع

کہتے ہیں اس میں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اس کے قبول کیے خلع نہیں ہو سکتا۔

در مختار میں ہے: ازالة ملك النكاح المتوفقة على قبولها بلفظ الخلع.

(در مختار، ج:۵، ص:۸۷، کتاب الطلاق)

خلع کی صورت میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے لہذا اب اگر میاں بیوی باہمی رضامندی سے پھر سے ساتھ رہنا چاہیں تو دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں از سر نو نکاح کر سکتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے: وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال لقوله عليه السلام "الخلع تطليقة بائنة. اھ (ہدایہ، ج:۱، ص:۳۸۴، باب الخلع)

فتاوی ہندیہ میں ہے: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضائها. اھ (ج:۱، ص:۳۷۲، باب التعلیق) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام رضا مصباحی

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۱/ اگست ۲۰۲۲ء]

(۵۴) ایلا اور ظہار کسے کہتے ہیں

مسئلہ: ایلاء کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ ظہار کسے کہتے ہیں اور اس کا کفارہ کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: شریعت مطہرہ میں ایلاء کہتے ہیں کہ مرد یہ قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے چار مہینے قربت نہ کرے گا۔ شرح وقایہ میں ہے: وهو حلف يمنع وطي الزوجة مدته اي مدة الايلاء فلا ايلاء لو حلف على اقل منها وهى للحرة اربعة اشهر. اھ (شرح وقایہ، ج:۲، ص:۱۲۳، باب الایلاء)

ہدایہ کے حاشیہ میں ہے:وفي الشريعة عبارة عن منع النفس عن قربان المنكوحة اربعة اشهر فصاعدامنعامؤكدااباليمين.اھ

(ہدایہ،ج:۱،ص:۳۸۱،باب الایلاء)

تنویر الابصار میں ہے: الحلف على ترك قربانها... واقله ا للحرة اربعة اشهر. اھ ملخصاً (تنویرالابصار،ج:۵،ص:۶۱, ۶۴،باب الایلاء)

ہدایہ میں ہے: واذا قال الرجل لامراته والله لا اقربك او قال والله لا اقربك اربعة اشهر فهو مول.اھ (ہدایہ،ج:۱،ص:۳۸۱،باب الایلاء)

ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو یا اس کے جزء شائع کو یا ایسے جز جس کو کل سے تعبیر کرتے ہیں ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے ایسے جز سے تشبیہ دے جس کو دیکھنا حرام ہو مثلا کہے تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔شرح وقایہ میں ہے: و تشبيه زوجته او ما يعبر به عنها او جزء شائع منها بعضو يحرم نظره اليه من اعضاء محارمه نسبا او رضاعا كانت على كظهر امي او راسك ونحوه.اھ (شرح وقایہ،ج:۲،ص:۱۳۴،باب الظہار)

تنویرالابصار میں ہے: تشبيه المسلم زوجته او جزء شائع منها بمحرم عليه تابيدا.اھ (تنویرالابصار،ج:۵،ص:۱۲۶،باب الظہار)

عالمگیری میں ہے:الظهار هو تشبيه الزوجة او جزء منهاشائع او معبر به عن الكل بما لا يحل النظر اليه من المحرمة على التابيد ولو برضاع او صهرية كذا في فتح القدير (فتاویٰ عالمگیری،ج:۱،ص:۵۰۵،الباب التاسع فی الظہار)

کفارہ ادا کرنے سے قبل عورت سے قربت کرنا یا شہوت کے ساتھ چھونا یہ سب حرام ہے۔عالمگیری میں ہے: وحكم الظهار حرمةالوطي، الدواعي الى غاية الكفارة كذا في فتاوى قاضي خان. (ج:۱،ص:۵۰۶،الباب التاسع فی الظہار)

شرح وقایہ میں ہے: ویحرم وطیھا و دواعیہ حتی یکفر.
(شرح وقایہ، ج:۲،ص:۱۳۴،باب الظہار)

فتاوی رضویہ میں ہے: جب تک کفارہ نہ دے لے عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا بنظر شہوت اس کے کسی بدن کو چھونا یا بنگاہ شہوت اس کی شرمگاہ دیکھنا سب حرام ہو گیا۔ اھ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۱۳،ص:۲۸۱)

تنویر الابصار و رد المحتار میں ہے: فیحرم وطؤھا علیہ و دواعیہ من القبلۃ و المس و النظر الی فرجھا بشھوۃ۔ (تنویر الابصار و رد المحتار، ج:۵،ص:۱۳۰،باب الظہار)

اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ بنیت کفارہ ایک غلام آزاد کرے اگر اس پر قدرت نہ رکھتا ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں تو دو مہینے کا روزہ لگاتار رکھے جس میں عید الفطر، یا عید الاضحیٰ یا ایام تشریق، ان میں سے کوئی بھی درمیان میں نہ آئے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔ ہدایہ میں ہے: وکفارۃ الظھار عتق رقبۃ فان لم یجد فصام شھرین متتابعین فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔ اھ (ہدایہ، ج:۱،ص:۳۹۱،باب الظہار فصل فی الکفارۃ)

در مختار میں ہے: تحریر رقبۃ قبل الوطئ ای اعتاقھا... بنیۃ الکفارۃ... فان لم یجد المظاھر ما یعتق... صام شھرین... متتابعین قبل المسیس لیس فیھما رمضان وایام نھی عن صومھا... فان عجز عن الصوم اطعم ستین مسکینا. اھ (در مختار، ج:۵،ص:۱۴۴،۱۴۱،۱۳۶،باب الکفارۃ)

فتاوی رضویہ میں ہے: اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو مہینے کے روزے لگاتار رکھے ان دونوں کے بیچ میں نہ کوئی روزہ چھوٹے نہ دن کو یا رات کو کسی وقت عورت سے صحبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے اور جو ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت

پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ساٹھ مسکینوں کو گیہوں دے۔ (فی مسکین جدید تول سے گیہوں ۲/ کلو ۴۵/ گرام اور جو ۴/ کلو ۹۰/ گرام ہے) اھ، (فتاویٰ مفتی اعظم، ج: ۳، ص: ۳۰۸)۔ یا اس قدر کی قیمت ادا کرے جب تک اس کفارے سے فارغ نہ ہو ہر گز عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔ اھ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۳، ص: ۲۶۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۲/ اگست ۲۰۲۲ء]

دعاے مغفرت کی اپیل

رب قدیر عزوجل ہماری والدہ محترمہ

مرحومہ حجن جہاں آرا صاحبہ

کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجوں میں

بلندیاں عطا فرمائے، آمین

فقط

محمد شاہد حسین، محمد حامد حسین، محمد ساجد حسین، محمد ماجد حسین،

محمد واجد حسین و مفتی محمد عبدالواحد حسین عطاری

۸ کتاب الوقف

(۵۵) کسی نے مسجد کے لیے وصیت کی ہے، اسے مدرسہ میں لے سکتے ہیں؟

مسئلہ: زید نے انتقال سے پہلے وصیت کی کہ فلاں جگہ کی دکان مسجد میں دے دینا اب زید کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے دکان کو مدرسہ میں دینا چاہتے ہیں تو کیا ازروئے شرع زید کے بیٹوں کو ایسا کرنے کی اجازت ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: موصی نے دکان کو مسجد میں وقف کرنے کی وصیت کی ہے تو ورثہ پر لازم ہے کہ اسے مسجد میں ہی وقف کرے اس میں تغیر کر کے مدرسہ میں دینا ہرگز جائز نہیں کہ وقف میں تبدیلی کی اجازت شرع میں کسی کو نہیں ہے اور یہ وقف ثلث مال میں جاری ہوگا۔عالمگیری میں ہے: ولا يجوز تغير الوقف عن هيئة فلا يجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دكانا الا اذا جعل الواقف الى الناظر ما يرى فيه مصلحة الوقف. (فتاوی عالمگیری، ج:۲، ص:۴۹۰، الباب الرابع فی المتفرقات)

فتاوی امجدیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے: اس عید گاہ میں واقف کو مردے دفن کرنا جائز نہیں کہ یہ تغیر وقف ہے اور تغیر وقف حرام۔اھ (ج:۳، ص:۲۰)

فتاوی مصطفویہ ہے: جب یہ زمین و عمارت مدرسہ عربیہ کے لیے وقف ہو چکی ہے تو اب یتیم خانہ کے لیے اب اس کا وقف بالکل باطل ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس عمارت و زمین کو مدرسہ ہی کے واسطے بحالہا باقی رکھیں جو شخص وقف بدلنے کی کوشش کرے گا

گنہ گار ہو گا۔اھ (فتاوی مصطفویہ، ص:۳۹۳)

عالمگیری میں ہے: ولو كان الوقف مرسلا لم يذكر فيه شرط الاستبدال لم يكن له ان يبيعها و يستبدل بها. (فتاوی عالمگیری، ج:۲، ص:۴۰۱)

فتاوی رضویہ میں ہے: ایک وقف جس غرض کے لیے وقف کیا گیا ہے اسی پر رکھا جائے اس میں تغیر نہ ہو مگر ہیئت بدل دی جائے مثلا دکان کو رباط کردیں یا رباط کو دکان یہ حرام ہے ۔۔۔نہ کہ سرے سے موقوف علیہ بدل دیا جائے متعلق مسجد کو مدرسہ میں شامل کر لیا جائے یہ حرام ہے اور سخت حرام ہے۔اھ (فتاوی رضویہ، ج:۱۶، ص:۲۳۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۴/محرام ۱۴۴۴ھ/۲۳/اگست ۲۰۲۲ء]

⑨ کتاب المیراث

(۵۶) مرنے والے کا ترکہ کیسے تقسیم ہوتا ہے؟

مسئلہ: زید کا انتقال ہو گیا اس کی دو بیویاں باحیات ہیں ایک بہن اور دو بیٹے ہیں دو بیٹوں کا انتقال ہو چکا ہے زید کے پاس دو گھر سات. بیگھہ زمین اور پندرہ لاکھ روپے نقد موجود ہیں آپ بتائیں کہ زید کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: بر تقدیر صدق مستفتی وانحصار ورثہ فی المذکورین زید کے انتقال کے بعد سب سے پہلے اس کے مال سے اس کی تجہیز وتکفین کی جائے پھر بقیہ مال سے قرض ادا کیا جائے پھر مابقی مال کے ثلث سے وصیت پوری کی جائے اس کے بعد بچے ہوئے مال کو ورثہ کے مابین تقسیم کیا جائے گا اگر زید نے اپنے وارثین میں دو بیوی، ایک بہن اور دو بیٹے چھوڑے ہیں تو اس کی ہر قسم کی جائداد کے ۸ / حصے کیے جائیں گے جس میں سے ایک حصہ کو دونوں بیویوں کے مابین برابر برابر تقسیم کیا جائے گا اور بقیہ ۷ / حصوں کو دونوں بیٹوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا اسی طرح ۱۵ / لاکھ روپے کو بھی ۸ / حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جس کا ایک حصہ ۱۸۷۵۰۰ / روپے بیویوں کا حصہ ہوگا چوں کہ دو بیوی ہے اس لیے ہر ایک بیوی کو ۹۳۷۵۰ روپے ملیں گے بقیہ ۱۳۱۲۵۰۰ / روپے کو دونوں بیٹوں میں برابر تقسیم کر کے ہر ایک کو ۶۵۶۲۵۰ / روپے ملیں گے اور بہن میت کے بیٹے کی وجہ سے ترکہ سے محروم ہو جائے گی لہذا اسے ترکہ میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

فرمان باری تعالی ہے: فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکۡتُمۡ مِّنۡۢ

بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

ترجمہ: پھر اگر تمھارے اولاد ہو توان بیویوں کا تمھارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ جو تم وصیت کر جاؤ اور دین نکال کر۔ (پ:۴، النساء:۱۲)

عالمگیری میں ہے: الترکۃ تتعلق بها حقوق اربعة جهاز الميت و دفنه والدين والوصيت والميراث فيبدأ اولا بجهازه و كفنه ...ثم بالدين ...ثم تنفذ وصاياه من ثلث مايبقى بعد الكفن والدين الا ان تجيز الورثة اكثر من الثلث ثم يقسم الباقى بين الورثة. ملخصا. (کتاب الفرائض، ج:۶، ص:۴۴۷)

تنویر الابصار میں ہے: فيفرض للزوجة فصاعدا الثمن مع ولد او ولد ابن و ان سفل والربع لها عند عدمهما. (کتاب الفرائض، ج:۱۰، ص:۵۱۱،۵۱۲)

عالمگیری میں ہے: و هم كل من ليس له مقدر و يأخذ ما بقى من سهام ذوى الفروض و اذا انفرد أخذ جميع المال كذا فى الاختيار شرح المختار... فاقرب العصبات الابن. (الباب الثالث فی العصبات، ج:۶، ص:۴۵۱)

تنویر الابصار میں ہے: و يسقط بنوا الاعيان بالابن و بالاب و بالجد.
(تنویر الابصار، کتاب الفرائض، ج:۱۰، ص:۵۳۰)

سراجیہ میں ہے: و بنو الاعيان والعلات كلهم يسقطون بالابن.
(سراجیہ، ص:۲۳، فصل فی النساء) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالواحد حسین

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۲۸/ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ/ ۲۸/ جولائی ۲۰۲۲ء]

⑩ کتاب الحج

(۵۷) کن لوگوں پر حج فرض ہے

مسئلہ: حج کن لوگوں پر فرض ہے؟ اور اگر کسی پر حج فرض ہو گیا مگر سستی کاہلی کی وجہ سے حج نہ کر سکا بعد میں اس پر فالج کا حملہ ہوا اب وہ چلنے پھرنے سے معذور ہے تو کیا حج اس سے ساقط ہو گیا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: حج فرض ہے اس مسلمان پر جو دار الاسلام میں ہوا اور اگر دار الحرب میں ہو تو یہ بھی جانتا ہو کہ حج اسلام کے فرائض میں سے ہے۔ بالغ ہو، نابالغ پر فرض نہیں۔ عاقل ہو، مجنون پر فرض نہیں، آزاد ہو، لونڈی یا غلام پر فرض نہیں، تندرست ہو کہ حج کو جا سکے یعنی اعضا سلامت ہوں، انکھیارا ہو، اپاہج یا فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو۔ حج فرض نہیں۔ یونہیں اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اسے ملے۔ سفر کے خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔ اور اگر کسی پر حج فرض ہو گیا مگر سستی کاہلی کی وجہ سے حج نہ کر سکا بعد میں اس پر فالج کا حملہ ہوا اب وہ چلنے پھرنے سے معذور ہے تو اس پر حج فرض باقی ہے۔ خود نہ کر سکے تو حج بدل کرائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: شرائط وجوبه، فمنها الاسلام حتى لو ملك مابه الاستطاعة حال كفره ثم أسلم بعد ما افتقر لايجب عليه شئ بتلك الاستطاعة ومنها العقل فلا يجب على المجنون، ومنها البلوغ فلا يجب

على الصبي كذا فى فتاویٰ قاضى خان ،ومنها الحر ية فلاحج على عبد ولو مدبراأوأم ولد مكاتبا أومبعضا أو مأ ذوناًله فى الحج ولوكان بمكة لعدم ملكه كذافى البحر الرائق... ومنها سلامة البدن حتى أن المقعد والمفلوج ومقطوع الرجلين لايجب عليهم حتى لايجب عليهم الاحجاج إن ملكوا الزاد والراحلة ولا الايصاء فى المرض وكذلك الشيخ الذى لايثبت على الراحلة وكذلك المر يض كذا فى الفتح القدير ،ومنها القدرة على الزاد والراحة بطر يق الملك أو الاجارة دون الاعارة والاباحة سواء كانت الاباحة من جهه من لامنة له عليه كالوالدين والمولودين أو من غيرهم كالاجانب كذافى السراج الوهاج.ملخصاًاھ.(ج:۱،ص:۲۱۶-۲۱۸،)

درمختار میں ہے:هومكان مخصوص فى زمن مخصوص بفعل مخصوص مرة على مسلم حرمكلف صحيح بصير ذى زاد وراحلة. اھ ملخصاً.(درمختار،ج:۳،ص:۴۴۷-۴۵۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبه: غلام صابر

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی [۳/اکتوبر ۲۰۲۲ء]

(۵۸) حالت احرام میں کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟

مسئلہ: احرام کی حالت میں کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟ مکمل طور سے بتائیے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب: احرام کی حالت میں یہ چیزیں حرام ہیں۔(۱) عورت سے صحبت (۲)

بوسہ (۳) مساس (۴) گلے لگانا (۵) اس کے اندام نہانی پر نگاہ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں (۶) عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا (۷) فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہوگئے (۸) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا (۹) جنگل کا شکار (۱۰) اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا (۱۱) یا کسی طرح بتانا (۱۲) بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کرنے کو چھری دینا (۱۳) اس کے انڈے توڑنا (۱۴) پر اکھیڑنا (۱۵) پاؤں یا بازو توڑنا۔

(۱۶) اس کا دودھ دوہنا (۱۷) اس کا گوشت۔ یا (۱۸) انڈے پکانا بھوننا (۱۹) بیچنا (۲۰) خریدنا (۲۱) کھانا (۲۲) اپنا یا دوسرے کا ناخون کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا (۲۳) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا (۲۴) مونچھ، یا (۲۵) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا (۲۶) بستہ یا کپڑے کی بقچی یا گٹھری سر پر رکھنا (۲۷) عمامہ باندھنا (۲۸) برقع (۲۹) دستانے پہننا (۳۰) موزے یا جرابین وغیرہ جو وسط قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

(۳۱) سلا کپڑا پہننا (۳۲) خوشبو بالوں، یا (۳۳) بدن ، یا (۳۴) کپڑوں میں لگانا (۳۵) ملاگیری یا کسم کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں (۳۶) خالص خوشبو مشک عنبر۔ زعفران جاوتری، لونگ الائچی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا (۳۷) ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک عنبر، زعفران (۳۸) سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں (۳۹) وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا (۴۰) گوند وغیرہ سے بال جمانا (۴۱) زیتون یا (۴۲) تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا (۴۳) کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو (۴۴) جوں مارنا (۴۵) پھینکنا۔

(۴۶) کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا (۴۷) کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا (۴۸) دھوپ میں ڈالنا (۴۹) بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جوں کے ہلاک

پر کسی طرح باعث ہونا۔(بہار شریعت: حصہ ششم، ج:۱، ص:۱۰۷۸۔۱۰۷۹)

قرآن شریف میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ (پ:۷: مائدہ:۹۵)

در مختار میں ہے: وبعده يتقى الرفث والفسوق والجدال وقتل صيد البر لا البحر والأشارة إليه .والدلالة عليه.فى الغائب والتطيب .وقلم الظفر وستر الوجه .وغسل رأسه ولحيته بخطمي وقصها وحلق رأسه.وشعر بدنه ولبس قميص وسراويل .وقباء .وعمامه.وخفين الاأنلايجد نعلين فيقطعهما أسفل من الكعبين .وثوب صبغ بماله طيب الا بعد زواله ،لاالا ستحمام والاستظلال ببيت ومحمل لم يصب رأسه أو وجهه ،فلو أصاب أحدهما كره.
(در مختار، کتاب الحج، ج:۳، ص:۴۹۵)

مختصر القدوری میں ہے: فقد احرم فليتق مانهى الله عنه من الرفث والفسوق والجدل ولايقتل صيداولايشير اليه .ولايدل عليه ولا يلبس قميصا ولا سروالاو عمامة ولا قلنسوة ولا قباء ولاخفين الا ان لا يجد نعلين فيقطعهما من اسفل الكعبين ولا يغطي رأسه ولا وجهه ولا يمس طيبا ولا يحلق رأسه ولا شعر بدنه ولا يقص من لحيته ولا من ظفره ولا يلبس ثوبا مصبوغا بورس ولا بزعفران ولا بعصفر الا ان يكون غسيلا ولا ينفض الصبغ .(مختصر القدوری، کتاب الحج، ص:۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: صابر العلی مصباحی
[۶/ نومبر ۲۰۲۲ء]

الجواب صحیح: مفتی احتشام الدین مصباحی

جامعہ عبداللہ بن مسعود- ایک تعارف

دارالعلوم قادریہ ضیاے مصطفیٰ، نوری مسجد

سنہ ۱۹۹۵ء میں نوری مسجد، ۷/اے تلجلہ روڈ، کولکاتا-۴۶ میں اولاً مکتب کی شکل میں مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی دام ظلہ العالی خطیب و امام نوری مسجد نے "مدرسہ قادریہ ضیاے مصطفیٰ" کے نام سے شروع کیا۔ پھر کچھ ہی دنوں میں حفظ و قراءت اور عالمیت کی تعلیم کا باضابطہ آغاز ہوا، اور یہاں ہر سال انوار رضا کانفرنس میں دستار بندی بھی ہوتی رہی۔ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۵ء میں جامعہ عبداللہ بن مسعود جو ادارۂ ملت اسلامیہ کے نام سے مکتب کی شکل میں تھا، حضرت مفتی صاحب قبلہ کے حوالے کیا گیا۔

ادارہ سے جامعہ تک

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے کم و بیش ۳۰/ طلبہ اور ۳/ اساتذہ کو دارالعلوم سے ادارہ میں منتقل کیا جہاں حفظ و قراءت کی مکمل تعلیم شروع ہوگئی۔ تعلیم اچھی ہونے کی وجہ سے طلبہ کی تعداد بہت بڑھ گئی اور مکتب کے لیے قائم پرانی عارضی عمارت تنگ پڑ گئی تو حضرت مفتی صاحب نے اسی سے متّصل دو کٹھہ زمین خریدی اور اس میں البیسٹر ڈال کر چار کمروں کی تعمیر کی۔ پھر دارالعلوم سے درس نظامی کو یہاں منتقل کر دیا۔ سنہ ۲۰۰۷ء میں اس ادارہ کا نام "جامعہ عبداللہ بن مسعود" رکھا گیا۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے وہ عمارت بھی تنگ ہوگئی تو مفتی صاحب قبلہ نے ۲۰۱۰ء میں مستقل پختہ عمارت کی بنیاد رکھ دی۔ سنگ بنیاد جانشین حضور حافظ ملت، عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ سربراہ اعلی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے ہاتھوں رکھا گیا اور رفتہ رفتہ اس کی تعمیر کا کام ہونے لگا اور آج الحمدللہ بارہ کٹھہ زمین پر چار منزلہ پر شکوہ عمارت موجود ہے۔

شعبہ جات

۱-اعدادیہ تا فضلیت، ۲-تخصص فی الفقہ (جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب کے مطابق)، ۳-درجۂ اطفال و پرائمری، ۴-ناظرہ، ۵-حفظ (دارالعلوم)، ۶-قراءت، ۷-انگلش (پرائمری تا کلاس ۱۲)، ۸-انگلش اسپیکنگ کورس۔

جامعہ کی عمارت

بارہ کٹھہ یعنی 8640 اسکوائر فٹ کی زمین پر یو (U) شیپ میں جامعہ کی عمارت کھڑی ہے۔
عمارت کا کام سنہ ۲۰۱۱ء میں شروع ہو کر ۲۰۲۳ میں مکمل ہوا۔ فی الحال تزئین کا کام جاری ہے۔
بلڈنگ میں تین بڑے ہال اور ۳۴/ کمرے ہیں۔ ہر کمرہ کم و بیش ۴۰۰/ اسکوائر فٹ کا

ہے۔لوگوں کی سہولت کے پیش نظر ہر فلور میں کمرہ کا نمبر فلور نمبر کے ساتھ جوڑ کر رکھا گیا ہے۔گراؤنڈ فلور میں ۱/ سے ۷/، فرسٹ فلور (کلاس کے لیے مختص ہے) میں ۱۰۱/ سے ۱۱۰/، سیکنڈ فلور (طلبہ کی رہائش کے لیے ہے) میں ۲۰۱/ سے ۲۱۰، جب کہ تھرڈ فلور (پلاسٹر و فینیشنگ باقی ہے) میں ۳۰۱/ سے ۳۰۹/ تک کمرے کا نمبر مختص ہے۔

صدر دروازہ سے داخل ہوتے ہی، دائیں جانب مغرب میں، عظیم الشان، عمدہ اور دیدہ زیب پہلا ہال ”امام بخاری دارالحدیث“ ہے، جس کا افتتاح امسال ۱۱/ مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر بعد نماز مغرب ہو رہا ہے اور ساتھ تقریب ختم بخاری بھی ہے۔ بائیں جانب مشرق میں دوسرا ہال ”سرکار سُرکاہی کانفرنس ہال“ ہے۔ درمیان میں حافظ ملت مہمان خانہ، دفتر تعلیمات اور آفس ہے۔

جامعہ کے تحت مساجد کی تعمیر

غریب نواز مسجد: جامعہ سے متّصل پچھم کی جانب پانچ کٹھہ زمین پر پانچ منزلہ مسجد کی عمارت کھڑی ہے جس کی زمین ۲۰۰۸ء میں جامعہ کے ٹرسٹ کے تحت لی گئی اور آج ۵/ منزلہ عمارت پر مشتمل ہے جس کا انتظام وانصرام جامعہ کے زیر اہتمام ہے۔

غوث اعظم مسجد: جامعہ سے مشرق کی جانب پانچ سو میٹر کے فاصلے پر ۲۰۱۸ء میں ۵/ کٹھہ زمین خطیر رقم ادا کر کے خریدی گئی۔ ۳/ اپریل ۲۰۲۱ء سے پنج وقتہ نماز ادا کی جا رہی ہے۔ امسال ۱۱/ مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر بعد نماز ظہر سالانہ جلسہ انوار رضا کانفرنس کے موقع پر جدید تعمیر کا سنگ بنیاد ہے۔

تیغی مسجد: زمین کی خریداری کی مہم جاری ہے۔ قارئین اپنا خاص تعاون پیش کریں تاکہ جلد از جلد مسجد کی بنیاد پڑے اور نماز شروع ہو۔

جامعہ کے تحت چلنے والے شہر نشاط میں مکاتب و مدارس

(۱) غفاری ایجوکیشن سینٹر (۲) مدرسہ غوثیہ (۳) مدرسہ قادریہ (۴) مدرسہ تیغیہ (۵) مدرسہ غوث اعظم (۶) مدرسہ حنفیہ غوثیہ (۷) مدرسہ شرف العلوم غریب نواز، توپسیا۔

جامعہ کے تحت چلنے والے بیرون شہر ادارے

(۱) دارالعلوم قادریہ معتبریہ، بشرامپور، امام گنج ضلع گیا (بہار)

(۲) مدرسہ فیض الکریم، بوکھرا، سیتامڑھی (بہار)

(۳) دارالعلوم مدینۃ الاسلام، شاہی، ہنٹر گنج، ضلع چترا (جھارکھنڈ)

خانقاہ تیغیہ نمازیہ

عوام کے لیے بالخصوص جامعہ میں ہر ہفتہ جمعہ کے دن عشا بعد محفل ذکر کا اہتمام رہتا ہے جس میں مریدین و متوسلین کے ساتھ ساتھ باشندگان محلہ خصوصی طور پر شامل رہتے ہیں اور ذکر الٰہی سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔ ☆☆☆

Majmuatul Fatawa

Published By

MAJLIS-E-AS'HAB-E-QALAM

Noori Masjid, 7/1B, Tiljala Road,

Kolkata- 700046

Mobile: 7003992205, 9433295643